عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | ۱۴ تا ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ بمطابق ۶ تا ۱۲ جولائی ۲۰۰۱ء | شمارہ نمبر ۷

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

عظیم احسان خداوندی

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزائیت کا نقطۂ نظر

قادیانیت سے توبہ اور قبولِ اسلام

قادیانیوں کی وجوہِ تکفیر

۱۹۷۳ء کے آئین کی منسوخی کی باتیں!!

Email:webmaster@khatme-nubuwwat.org

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

نظر بد سے بچانے کے لئے بچے کے سیاہ دھاگا باندھنا:

س:...... بچے کی پیدائش پر مائیں اپنے بچوں کو نظر بد سے بچانے کے لئے اس کے گلے یا ہاتھ کی کلائی میں کالے رنگ کی ڈوری باندھ دیتی ہیں یا بچے کے چہرے یا سر پر کاجل سے سیاہ رنگ کا نشان لگا دیا جاتا ہے تاکہ بچے کو بری نظر نہ لگے، کیا یہ فعل درست ہے؟

ج:...... محض توہم پرستی ہے۔

غروب آفتاب کے فوراً بعد بتی جلانا:

س:...... بعد غروب آفتاب فوراً بتی یا چراغ جلانا ضروری ہے یا نہیں اگرچہ کچھ کچھ اجالا رہتا ہی ہو، بعض لوگ بغیر بتی جلائے مغرب کی نماز پڑھنا درست نہیں سمجھتے اس سلسلے میں شرعی حکم کیا ہے؟

ج:...... یہ توہم پرستی ہے اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

منگل اور جمعہ کے دن کپڑے دھونا:

س:...... اکثر لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ اور منگل کو کپڑے نہیں دھونا چاہئیں۔ ایسا کرنے سے رزق (آمدنی) میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

ج:...... بالکل غلط توہم پرستی ہے۔

ہاتھ دکھا کر قسمت معلوم کرنا گناہ ہے اور اس پر یقین کرنا کفر ہے:

س:...... ہاتھ دیکھ کر جو لوگ باتیں بتاتے ہیں وہ کہاں تک صحیح ہوتی ہیں؟ اور کیا ان پر یقین کرنا چاہئے؟

ج:...... ایسے لوگوں کے پاس جانا گناہ اور ان کی باتوں پر یقین کرنا کفر ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی پنڈت، نجومی یا قیافہ شناس کے پاس گیا اور اس سے کوئی بات دریافت کی تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ مسند احمد اور ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخصوں کے بارے میں فرمایا کہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ دین سے بری ہیں۔ ان میں سے ایک وہ ہے جو کسی کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے۔

آنکھ کا پھڑکنا:

س:...... میں نے سنا ہے کہ سیدھی آنکھ پھڑکے تو کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے اور بائیں پھڑکے تو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کا جواب دیں؟

ج:...... قرآن و حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، محض بے اصل بات ہے۔

کیا عصر و مغرب کے درمیان مردے کھانا کھاتے ہیں:

س:...... کیا عصر کی نماز سے مغرب کی نماز کے دوران کھانا نہیں کھانا چاہئے، کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اس وقت مردے کھانا کھاتے ہیں۔

ج:...... عصر و مغرب کے درمیان کھانا، پینا جائز ہے اور اس وقت مردوں کا کھانا جو آپ نے لکھا ہے وہ فضول بات ہے۔

توہم پرستی کی باتیں:

س:...... عام طور پر ہمارے گھروں میں یہ توہم پرستی ہے اگر دیوار پر کوا آ کر بیٹھے تو کوئی آنے والا ہوتا ہے، پاؤں پر جھاڑو لگنا یا لگانا برا فعل ہے، شام کے وقت جھاڑو دینے سے گھر کی نیکیاں بھی چلی جاتی ہیں، دودھ گرنا بری بات ہے، کیونکہ دودھ پوت (بیٹے) سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔

مثال:...... ایک عورت بیٹھی ہوئی اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ قریب ہی دودھ چولہے یا انگیٹھی پر گرم ہو رہا ہے۔ اگر وہ ابل کر گرنے لگے تو بیٹے کو تو دور پھینک دے گی اور پہلے دودھ کو بچائے گی۔

اگر کوئی اتفاق سے کنگھی کر کے اس میں جو بال لگ جاتے ہیں وہ گھر میں کسی ایک کونے میں ڈال دے اور پھر کسی خاتون کی اس پر نظر پڑ جائے تو وہ کہے گی کہ کسی نے ہم پر جادو ٹونہ کرایا ہے۔

ایسی ہی ہزاروں توہم پرستیاں ہمارے معاشرے میں داخل ہو چکی ہیں۔ اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد قدیم زمانے سے ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ رہے ہیں۔ ان ہی کی رسومات بھی ہمارے ماحول میں داخل ہو گئی ہیں، قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کی اصلاح فرمائیں۔

ج:...... ہمارے دین میں توہم پرستی اور بدشگونی کی کوئی گنجائش نہیں۔ آپ نے جتنی مثالیں لکھی ہیں یہ سب غلط ہیں۔ البتہ دودھ خدا کی نعمت ہے، اس کو ضائع ہونے سے بچانا اور اس کے لئے جلدی سے دوڑنا بالکل درست ہے۔ عورت کے سر کے بالوں کا حکم یہ ہے کہ ان کو پھینکا نہ جائے تاکہ کسی نامحرم کی نظر ان پر نہ پڑے۔ باقی یہ بھی صحیح ہے کہ بعض لوگ عورت کے بالوں کے ذریعہ جادو کرتے ہیں مگر ہر ایک کے بارے میں یہ بدگمانی کرنا بالکل غلط ہے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوۃ

۱۴ تا ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ بمطابق ۶ تا ۱۲ جولائی ۲۰۰۱ء

جلد: ۲۰ شمارہ: ۷

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان

مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعانت: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی

☆ بیادگار ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر، مفتی نظام الدین شامزی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆............☆............☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائیٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

زرتعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بحارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۵ روپے سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ۹۳۸۹ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

اس شمارے میں

۱۹۷۳ء کے آئین کے منسوخی کی باتیں!!............(اداریہ) 4
توضیح وتشریح الغفار جل جلالہ............(مولانا محمد اشرف کھوکھر) 6
خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عظیم احسان خداوندی............(ابوشفقت قریشی سہام) 8
قادیانیوں کی وجوہ تکفیر............(ادارہ) 10
حیات عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزائیت کا نقطہ نظر............(ایضاً) 13
نبی کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم............(مولانا مفتی محمد جمیل احمد تھانوی) 15
دارالعلوم دیوبند............ایک مکتب فکر، ایک تحریک............(حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی) 19
حمد باری تعالیٰ............(حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ) 24
قادیانیت سے توبہ اور قبول اسلام............ 27

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۹۷۳ء کے آئین کی منسوخی کی باتیں!!

جنرل پرویز مشرف کے صدر بنتے ہی کچھ اس طرح کی باتیں اور مطالبات شروع ہو گئے ہیں کہ اب ۱۹۷۳ء کے آئین پاکستان کو ختم کر کے اس کی جگہ نیا آئین مرتب کیا جائے، جو افراد دانستہ یا نادانستہ طور پر اس قسم کی گفتگو اور نئے آئین بنانے کا مطالبہ کر رہے ہیں، جب انہیں اس قسم کی بے وقت باتوں اور بے ہودہ مطالبات سے روکا جائے تو جواباً کہا جاتا ہے کہ ۱۹۷۳ء کا آئین کوئی آسمانی صحیفہ نہیں ہے، جسے ختم کرنے کا مطالبہ ناجائز ہو، بے شک ۱۹۷۳ء کا آئین کوئی آسمانی صحیفہ نہیں ہے لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ ایک عوام کی منتخب پارلیمنٹ کا متفقہ منظور کیا ہوا آئین ہے، جس پر اس وقت کے تمام سرکردہ سیاسی لیڈروں اور مذہبی رہنماؤں کے دستخط ہیں، جنہیں ملک کے چاروں صوبوں کے عوام کی مکمل حمایت حاصل تھی، جنہوں نے تمام تر سیاسی ونظریاتی اختلافات سے بالاتر ہو کر ملک وملت کی بھلائی اور وطن عزیز کی تعمیر وترقی کے لئے یہ آئین منظور کرایا۔ اب جن عناصر نے یہ گفتگو شروع کر رکھی ہے انہیں شاید اس بات کا اندازہ ہی نہیں کہ وہ ملک کو ایک اور بحران کی طرف دھکیلنا چاہتے ہیں۔

پاکستان ۱۹۴۷ء میں قائم ہوا تھا، اور آج ہم جس آئین کو پاکستان کا آئین کہتے ہیں وہ ۱۹۷۳ء میں منظور ہوا تھا، آئین کے نام پر اس نوزائیدہ مملکت کے سیاسی رہنماؤں نے ابتدائی چھبیس برس نہایت بے رحمی اور بے رخی سے ضائع کر دیے۔ جن میں پاکستان کی آزادی اور سالمیت کے منصوبے تیار ہونے چاہئے تھے اور ان پر عمل درآمد شروع ہونا چاہیے تھا، لیکن سیاسی لیڈروں نے یہ ربع صدی باہم کشیدگی کی بھینٹ چڑھا دی، جبکہ ہمارے ساتھ آزاد ہونے والے ممالک بلکہ ہمارے بعد آزاد ہونے والے بعض ممالک بھی ایک دو برس کے اندر آئین مرتب کر کے اپنے اپنے ملک کی تعمیر وترقی میں مصروف ہو گئے، اور ہم بدستور آپادھاپی اور لایعنی باتوں میں مصروف رہے، مختلف تکلیف دہ مراحل سے گزرنے کے بعد بالآخر ۱۹۷۳ء میں عوام کی منتخب پارلیمنٹ کے ذریعہ ۱۹۷۳ء کا آئین متفقہ طور پر منظور ہوا۔ ۱۹۷۴ء میں قادیانی فتنہ کے خلاف ملک گیر تحریک ختم نبوت چلی، جس میں تمام مکاتب فکر نے بھرپور حصہ لے کر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی، قادیانیت کے کفریہ عقائد قومی اسمبلی میں عوام کے منتخب نمائندوں کے سامنے زیر بحث آئے اور متفقہ طور پر تمام ممبران اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیتے ہوئے ۱۹۷۳ء کے آئین میں ایک ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں کا نام غیر مسلم اقلیتوں میں درج کیا۔ قادیانی تو لہ تا حال اس فیصلے کو ماننے سے انکاری ہے، بلکہ روز اول سے قادیانی اس بات کا برملا اعلان کر رہے ہیں کہ ۱۹۷۳ء کا آئین ختم ہو جائے گا، ہمیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے والے حکمران جس طرح ختم ہو گئے ہیں ان کا بنایا ہوا آئین بھی اسی طرح ختم ہو جائے گا۔ اس آئین کی حیثیت کو قادیانی گروہ نے کبھی بھی تسلیم نہیں کیا، ملک میں انتخابات کا کوئی مرحلہ ہو یا مردم شماری کا کوئی موقع قادیانیوں نے ہمیشہ اس آئین سے بغاوت کی ہے، اور کچھ نام نہاد سیاسی لیڈر بھی اپنے ہم نوا بنا لیے جو وقتاً فوقتاً قادیانیوں کے اشارے پر ۱۹۷۳ء کے آئین کو ختم کرنے کی باتیں کرتے رہتے ہیں۔

۱۲/اکتوبر ۱۹۹۹ء کو جنرل پرویز مشرف نے فوج کے ذریعہ اقتدار سنبھالا تو قادیانی گروہ ایک مرتبہ پھر ملک میں بدامنی پھیلانے اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنے کے لئے سرگرم ہو گیا۔ این جی اوز وغیرہ جو کہ اسلام دشمن طاقتوں یہود ونصاریٰ کی امداد سے چلنے والی اسلام دشمن تنظیمیں ہیں، اس وقت دنیا بھر میں عموماً مسلم ممالک میں خصوصاً ان تنظیموں کے ذریعے عیسائیت، قادیانیت، یہودیت اور دہریت پھیلانے کی کوششیں کی جارہی ہیں، اور ان کی سرگرمیاں تیزی سے جاری ہیں، اسلامی تہذیب وتمدن کو ختم کر کے مغربی تہذیب کو مسلمانوں پر مسلط کرنے کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے، عقیدۂ ختم نبوت جو کہ دین اسلام کی بنیاد اور مسلمانوں کے ایمان کے لئے روح کی حیثیت رکھتا ہے اس پر ڈاکہ ڈالنے اور مسلمانان عالم کا رشتہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑنے کے لئے ارتدادی سرگرمیوں کو تیز تر کر دیا گیا ہے۔

ایسی اسلام دشمن تنظیموں کا تحفظ جناب پرویز مشرف کے ذریعہ اس ملک کو ملا، اور موجودہ حکمران ضرورت سے زیادہ ایسی تنظیموں کی پشت پناہی کر کے مسلمانوں

کے لئے آستین کے سانپ پالنے کا کردار ادا کر رہے ہیں، پورے ملک میں عموماً اور ملک کے پسماندہ اور غریب علاقوں میں خصوصاً این جی اوز کی سرگرمیاں خطرناک حد تک بڑھ چکی ہیں۔ سرعام قادیانیت اور عیسائیت کے کفریہ عقائد کی تبلیغ زور وشور سے جاری ہے، سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دے کر مرتد بنایا جا رہا ہے۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعہ قادیانیت اور عیسائیت کا پرچار کیا جا رہا ہے، دوسری طرف مسلمانوں کو ایک گہری سازش کے تحت آپس میں لڑا کر لوگوں کو دین سے متنفر کیا جا رہا ہے۔

آخر سوچنے کی بات ہے کہ ان حالات میں ۱۹۷۳ء کے آئین کو ختم کر کے نئے آئین کا مطالبہ کرنا چہ معنی دارد، کون لوگ ہیں جو یہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ ان کے اغراض ومقاصد اور عزائم کیا ہیں، سازشی عناصر کو یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک اس ملک میں ختم نبوت کے نام لیوا زندہ ہیں۔ انشاء اللہ ملک وملت کے خلاف یہود ونصاریٰ اور قادیانیوں کی کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا، اور جو لوگ نادانستہ طور پر استعمال ہو رہے ہیں، ان کی خدمت میں اتنی سی درخواست ہے کہ ۱۹۷۳ء میں تو اہلیان پاکستان مشرقی پاکستان کی جدائی کے دکھ میں مبتلا تھے، اور سیاستدان بھی باہمی اختلاف کے باوجود آدھے حصے کے کٹ جانے کا درد یکساں طور پر محسوس کر رہے تھے، شاید اسی وجہ سے آئین متفقہ طور پر منظور ہو گیا، مگر آج ملکی حالات سراسر مختلف ہیں۔ ایک طرف تو ہوشربا گرانی نے اہل پاکستان کی اکثریت کا اطمینان سے جینا مشکل کر دیا ہے۔ دوسری طرف بدامنی، ہڑا کہ زنی، لوٹ مار، قتل وغارت اور دہشت گردی جلتی پر تیل کا کام کر رہی ہے، وطن عزیز کے اس تکلیف دہ موڑ پر ۱۹۷۳ء کے آئین کو ختم کر کے نئے آئین کی بات کرنا بھڑوں کے چھتے کو چھیڑنے کے مترادف ہوگا۔

خدانخواستہ اگر موجودہ آئین ختم کیا گیا تو نیا آئین سالہا سال تک مرتب نہیں ہو سکے گا، اس لئے ۱۹۷۳ء کے آئین کو ختم کر کے نئے آئین کو مرتب کرنے کی تجویز کا فتنہ ختم کر دینا چاہئے اور ملک وقوم کی حالت پر رحم کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ وطن عزیز کو اندرونی وبیرونی ہر قسم کی سازشوں سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

ضروری اطلاع

برائے قارئین ختم نبوت

یہ بات آپ حضرات کے علم میں ہے کہ ہفت روزہ "ختم نبوت" کا اجراء خالصتاً دینی مقاصد خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا تھا نہ کہ تجارتی طور پر۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی اشاعت کے روز اول سے لے کر آج تک ہم نے اس کی قیمت میں سوائے ایک مرتبہ کے اضافہ نہیں کیا اور وہ بھی مجبوراً کیونکہ پرچہ بہت زیادہ خسارہ میں چل رہا تھا، اور کسی بھی دینی جریدے کے تسلسل کو باقی رکھنے کے لئے قارئین کا تعاون از حد ضروری ہوتا ہے۔ آپ اس بات سے بھی بخوبی واقف ہوں گے کہ کاغذ اور پرنٹنگ کی قیمت میں بے پناہ اضافہ کے علاوہ حکومت پاکستان نے دیگر اشیائے ضروریہ کی گرانی کے ساتھ ساتھ دینی رسائل اور جرائد کے ڈاک خرچ میں بھی بے پناہ اضافہ کر دیا ہے، جس سے رسائل وجرائد کو دور دراز علاقوں، اندرون وبیرون ممالک میں پہنچانا انتہائی مشکل ہو گیا ہے۔ قارئین حضرات کو معلوم ہے کہ شروع شروع میں حکومت کی جانب سے تمام دینی رسائل وجرائد کو یہ سہولت مہیا کی گئی تھی کہ کراچی سے خیبر تک ڈاک خرچ صرف پانچ پیسے تھا، اس کے بعد گرانی میں مزید اضافہ ہوا ایک دم بیس پیسے کا اضافہ کر کے ڈاک خرچ ۲۵ پیسے کر دیا گیا۔ یہ سلسلہ عرصہ تک قائم رہا اور اب موجودہ حکومت نے تو پرچے کی ترسیل کو اور بھی زیادہ مشکل بنا دیا ہے، یہاں تک کہ ڈاک خرچ ۲۵ پیسے سے بڑھا کر ایک روپیہ کر دیا ہے۔ ایسی صورت میں جبکہ کاغذ اور پرنٹنگ میں بھی بے پناہ اضافہ ہو چکا ہے اور ڈاک خرچ اس کے علاوہ ایسی صورت میں پرچے کے خسارہ میں ناقابل برداشت حد تک اضافہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ مجبوراً پرچے کی قیمت میں ۱ روپے کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ پرچے پر لاگت تقریباً دس روپے آتی ہے۔

امید ہے کہ جاں نثاران ختم نبوت اور قارئین ہفت روزہ "ختم نبوت" اس معمولی اضافہ کو ناموس رسالت کے تحفظ کی خاطر دل وجان سے قبول کرتے ہوئے حسب سابق تعاون جاری رکھیں گے۔

نوٹ: مندرجہ بالا اضافہ کا اطلاق جلد: ۲۰ کے شمارہ: ۹ سے ہوگا۔ (انشاء اللہ)

اب خریداری کا سالانہ چندہ: ۳۵۰ روپے .... ششماہی: ۱۷۵ روپے

تحریر: (مولانا) محمد اشرف کھوکھر

توضیح و تشریح الوھاب جل جلالہ

الـوھـاب اللہ رب العزت کے اسماء الحسنیٰ میں سے ایک ہے، وہاب کے معنی کثیر الہبہ اور دائم العطاء کے ہیں ہبہ وہ عطیہ ہے جو بلا عوض اور بلا غرض ہو۔

اللہ رب العزت ہی الوہاب جل جالہ ہے جو بغیر عوض کے خوب دینے اور کثرت سے عطا کرنے والا ہے۔ الوہاب جل جالہ نے پوری کائنات کو عجائبات سے معمور فرمایا اور مختلف انواع و اقسام کی مخلوقات کو اس میں آباد کیا ہے۔ علماً حضرات نے مخلوقات کو تین بڑے گروہوں میں تقسیم کیا ہے:

(۱) جمادات، (۲) نباتات، (۳) حیوانات

جمادات: ایسے اجسام ہیں جو بے حس و حرکت جہاں پر موجود ہیں خود بخود متحرک نہیں ہوتے جب تک ان کو حرکت نہ دلایا جائے۔

نباتات: بحر و بر میں بے شمار نباتات موجود ہیں جو قدرے متحرک ہو سکتے ہیں، پھل پھول اور بیج کے ذریعے ان کو اپنی نسل کی بقا کی خاصیت الوہاب جل جالہ نے ودیعت کی ہوئی ہے، بے شمار نباتات انسان کی خدمت میں معروف

حیوانات: بے شمار بری و بحری حیوانات ہیں جو اپنی مرضی سے حرکات و سکنات کر سکتے ہیں پھر ان حیوانات کی درجہ بندی کی گئی ہے۔ حیوانات کی زندگی جمادات و نباتات سے اعلیٰ ہے اور پھر تمام حیوانات میں سب سے اعلیٰ حیوان ناطق یعنی انسان ہے، جسے الوہاب جل جالہ نے لاتناہی نعمتوں سے نوازا ہے اور اشرف المخلوقات بنایا ہے۔

الوہاب جل جالہ نے انسان کو بن مانگے، بلا عوض جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان کی دو اقسام ہیں:

(۱) مادی نعمتیں، (۲) روحانی نعمتیں

مادی نعمتیں: الوہاب جل جالہ نے مادی نعمتوں میں سے ہمیں اپنی جسم و جاں، حواس و ادراک مختلف متوازن اعضا جسمانی سے نوازا ہے۔

روحانی نعمتیں: ان نعمتوں میں ہماری روح حیات سب سے بڑی نعمت ہے جو بغیر مانگے الوہاب جل جالہ نے ہمیں عطا فرمائی ہے۔ ایمان و یقین الوہاب جل جالہ کی عطا کردہ نعمت عظمیٰ ہے اور پھر اپنے سب سے عظیم پیغمبر رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیں امتی بنایا اور بن مانگے بنایا، ہم اس نعمت عظمیٰ کا اس احسان عظیم کا بھلا کیسے پورا پورا شکر ادا کر سکتے ہیں!!

الوہاب جل جالہ نے ہی امانت، دیانت، شرافت، صداقت، محبت و رافت، شفقت، جود و سخا، ایثار و قربانی، ہمدردی و غمخواری، شرم و حیاء، عفت و عظمت، بہادری و شجاعت جیسی صلاحیتیں ہم میں ودیعت کی ہیں۔ ان غیر مرئی نعمتوں سے کوئی کتنا فائدہ اٹھاتا ہے یہ اللہ رب العزت نے انسان کی کوشش، جد و جہد، جستجو اور محنت سے مشروط کر دیا ہے۔

الوہاب جل جالہ نے ہی بے شمار مادی و روحانی نعمتوں سے نوازا ہے کتنا بڑا احسان خداوندی ہے کہ ہمیں اپنے پیارے پیغمبر رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا بن مانگے امتی بنا دیا جن کے طفیل تمام بنی نوع انسان کو تمام اخلاق حسنہ سے نوازا، تمام مرئی اور غیر مرئی نعمتوں سے بہرہ ور فرمایا اور انسان کو ایک قطرے سے لے کر سمندر تک ایک ذرے سے لے کر افلاک تک اور ایک سیارہ سے لے کر دوسرے سیارہ تک عرفان ربانی کی سیر کرائی، اور آفتاب و ماہتاب کو انسان کے لئے مسخر فرما دیا۔ کائنات کے تمام جمادات، نباتات، حیوانات اور تمام کی تمام بحر و بر خشکی اور

سمندر بل کر بھی الوہاب جل جلالہ کی عنایات اور احسانات کا اندازہ کرنے سے قاصر ہیں۔

انسانوں میں سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو الوہاب جل جلالہ نے منصب نبوت سے سرفراز فرما کر انسانیت کی فلاح و دارین کے لئے مبعوث فرمایا تو تمام انبیاء علیہم السلام کی ''نبوت'' وہبی چیز تھی نا کہ کسبی۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ہم مشربوں نے ''نبوت'' کو کسبی چیز کہا اور بزعم خود مدعی نبوت بن بیٹھے اور دشمنان اسلام کی ہمنوائی میں انسانیت کو خسارہ کے سوا کچھ نہ دیا اور اپنے بھی شب وروز اکارت کئے۔

الوہاب جل جلالہ کی نعمتوں میں سے اولاد بہت بڑی نعمت ہے۔ انبیاء علیہم السلام میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانگی ہوئی دعاؤں میں سے ایک اولاد جیسی نعمت سے نوازنے کے بارے میں تھی تو جب الوہاب جل جلالہ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام عطا فرما دیئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان الفاظ میں اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا:

''الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمٰعیل و اسحٰق۔''

(سورہ ابراہیم)

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے بڑھاپے میں مجھے اسمٰعیل اور اسحٰق عطا کئے۔''

اور اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

''و وھبنا لداؤد سلیمان''

ترجمہ: ''ہم نے داؤد کو سلیمان بخشا''

اسی طرح سورۂ انبیاء میں زکریا علیہ السلام یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر فرمایا ہے:

''و وھبنا لہ یحییٰ''

ترجمہ: ''ہم نے (زکریا) کو یحییٰ عطا کیا۔''

حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام اولاد و اموال سے تہی دست کر دیا تو ایک عرصہ کے بعد ایوب علیہ السلام کی دعا مستجاب ہوئی تو سورہ ص میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

''و وھبنا لہ اھلہ و مثلہ''

ترجمہ: ''ہم نے ان کو اولاد و اموال دوبارہ عطا فرمائے۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا مستجاب ہوئی تو فرمایا:

''و وھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ھارون نبیا''

ترجمہ: ''ہم نے اپنی رحمت سے اس (حضرت موسیٰ) کے بھائی کو نبی بطور عطیہ بنایا۔''

قرآن مجید میں جہاں وہاب کا ذکر ہے وہاں رحمت خداوندی کا بھی تذکرہ ہے، لہٰذا تمام مادی، روحانی، معنوی، و صوری نعمتوں کی عطاء دنیاوی و اخروی نعمتوں کی عطا اسی الوہاب جل جلالہ کی رحمت سے ہی ہے۔

''وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب'' (آل عمران)

ترجمہ: ''اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہی بڑا عطا کرنے والا ہے۔''

انسان ہر لمحہ، ہر آن الوہاب جل جلالہ کی آن گنت اور بیشمار احسانات اور نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تسخیر کائنات کی شاہراہوں پر رواں دواں ہے۔ بہت سی ''موہبت الہیہ'' سے فائدہ اٹھا لیا ہے اور بہت سی عنایات الوہاب جل جلالہ سے فائدہ نہیں اٹھا سکا، یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان جتنی مادی ترقی کرتا جا رہا ہے اتنا روحانی ترقی سے تنزلی کی طرف رواں دواں ہے۔ اللہ رب العزت نے مادی خزینوں اور دفینوں سے فائدہ اٹھانے سے منع تو نہیں فرمایا، لیکن انسان کا فکر و تدبر، جستجو اور جہد و جہد فکر و عمل میں متوازن ہونا ضروری ہے۔ میں آپ اور ہم سب اسی الوہاب جل جلالہ کی بارگاہ عالی میں انتہائی عاجزی و انکساری سے پورے خشوع و خضوع سے دست دعا دراز کریں اور اسی الوہاب جل جلالہ سے یہ بھی دعا مانگیں کہ ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کے آنچلوں سمیت اٹھائے ہوئے ''دست دعا'' کو بھی رد نہ فرمائے۔

اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور اپنی طاقت کے مطابق تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں تجھ سے پناہ لیتا ہوں، ہر اس برائی سے جو میں نے کی ہے، میں اقرار کرتا ہوں تیری نعمتوں کا جو مجھے تو نے دی ہیں اور اقرار کرتا ہوں اپنے گناہ کا، سو بخش دے مجھے بے شک تیرے بغیر کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں ہے۔

(آمین)

''رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء''

تحریر: شفقت قریشی سہام

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عظیم احسان خداوندی

ساری دنیا کے ہادی و معلم کی حیثیت سے اگر کسی کی سیرت قابل اتباع ہو سکتی ہے تو وہ صرف حضور اقدس کا اسوۂ حسنہ ہے، جہاں تلاوت کتاب الٰہی بھی ہے، تعلیم و حکمت بھی ہے، تزکیہ اخلاق بھی ہے، روشنی علم بھی ہے اور گرمی عمل بھی ہے روحانیت اور مادیت کا حسین امتزاج بھی ہے اور دین و دنیا کی ہم آہنگی اور وحدت بھی ہے۔

تعمیر کعبہ کے موقع پر سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی رب العزت سے مانگی ہوئی تین دعائیں مستجاب ہوئیں: پہلی دعا خود اپنے لئے، دوسری اولاد کے لئے اور تیسری دعا لوگوں کی بھلائی اور بہتری کے لئے مانگی گئی تھی:

ترجمہ: ''اے ہمارے پروردگار ان لوگوں میں سے ایک ایسا رسول بھیج جو انہی میں سے ہو، وہ رسول تیری آیتیں ان کے روبرو تلاوت کیا کرے، اور ان کو کتاب اور دانائی کی باتیں سکھایا کرے اور ان کو پاک صاف بنادے۔'' (سورۃ البقرہ:۱۲۹)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس تیسری دعا کی قبولیت کو مسلمانوں کے لئے ایک احسان عظیم قرار دیتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: ''واقعی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان عظیم کیا جبکہ انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور ان کی زندگی سنوارتے ہیں اور ان کو کتاب اور دانائی اور کتاب کی تعلیم دیتے ہیں اور بلاشبہ اس رسول کی تشریف آوری سے قبل یہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔'' (آل عمران:۱۶۴)

اس وسیع المقاصد اور جامع دعا کے تقریباً اڑھائی ہزار سال کے بعد خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور یوں نوع انسانی کی تاریخ کو ایک دائمی، ابدی اور عالمگیر ہدایت نصیب ہوئی۔ اس دعائے خلیل علیہ السلام کے تمام اجزاء سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم عنوانات ہیں۔ اس دعا سے تاریخی پس منظر بھی نمایاں ہوتا ہے اور اوصاف نبوت کی تشریح اور تعبیر بھی ہوتی ہے۔ تکمیل کے بغیر اختتام کا تصور ممکن نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔'' (الاحزاب:۴۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ختمی مرتبت ہونے کا اعلان دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانی ہدایت کی تکمیل کا اعلان ہے۔ بعثت نبویؐ سے پہلے اس وقت تک کی ساری دنیا ایک عجیب خلفشار، بدنظمی، معاشی تباہی اور اخلاقی پستی میں مبتلا تھی۔ دنیا پر جہالت کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ انسانی معاشرہ کی حالت تباہ و برباد ہو چکی تھی، ایک طرف انفرادیت متزلزل اور دوسری طرف اجتماعیت بے جان ہو کر اخلاق کا جنازہ نکال چکی تھی۔ زندگی کا سلیقہ نہ حیثیت کا احساس تھا، وسیع و عریض کائنات آنکھوں کے سامنے ہوتے ہوئے بھی خالق کائنات کو بھلادیا گیا تھا، اس کا سبب یہ تھا کہ انسان کے سامنے کوئی اعلیٰ مطمع نظر باقی نہ رہا تھا۔ اس زبوں حالی میں رحمت باری جوش زن ہوئی، سردار رسل، خاتم الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی لوگوں کو ایک ایسا ابدی پیام حیات عطا ہوا جس نے بیمار انسانیت کو شفا بخشی۔ مختصر سی مدت میں ذی علم صحابہ کرامؓ کی ایک ایسی جماعت تیار ہو گئی جن کی کاوشوں سے علم نبوی کا ایسا نور پھیلا جو آج تک چمک رہا ہے اور قیامت تک چمکتا رہے گا۔ معلم کتاب و حکمت کی دعوت کے نتیجے میں وہ قوم جو صرف نا آشنا تھی پوری دنیا کی معلم بن گئی جو اخلاقی زوال کی انتہائی حدود کو بھی پھلانگ چکی تھی وہ تزکیہ نفوس کے عمل کے لئے رہتی دنیا تک کے لئے واحد نمونہ و مثال بن گئی۔

ساری دنیا کے ہادی و معلم کی حیثیت سے اگر کسی کی سیرت قابل اتباع ہو سکتی ہے تو وہ صرف حضور اقدس کا اسوۂ حسنہ ہے، جہاں تلاوت کتاب الٰہی بھی ہے، تعلیم و حکمت بھی ہے، تزکیہ اخلاق بھی ہے، روشنی علم بھی ہے اور گرمی عمل بھی ہے روحانیت اور مادیت کا حسین امتزاج بھی ہے اور دین و دنیا کی ہم آہنگی اور وحدت بھی ہے۔ تلاوت آیات، تعلیم کتاب اور تزکیہ تین ایسے شعبے ہیں جن پر اسلامی مملکت کے قیام کا دارومدار ہوتا ہے، ہادی برحق نے ان کو نہ صرف

متعارف کرایا بلکہ ان کی ہیئت و شکل بھی واضح فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ اسوۂ محمدی جہاں تکمیل ایمان، تزکیہ اخلاق، تصفیہ قلب اور فلاح و آخرت کا ضامن ہے وہاں پہلو بہ پہلو کامل ترین اصولوں کا حامل بھی ہے۔

تلاوت آیات:

تلاوت کے دو مفہوم ہیں قرآن کریم کے الفاظ کی حفاظت اور ان کا تقدس اور اس میں درج احکام کی اتباع کرنا۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر نازل ہونے والی مقدس کتاب قرآن حکیم کا نہ صرف ایک ایک لفظ پڑھ کر سنایا بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور رموز بھی بتائے۔ زندگی کا سلیقہ اور قرینہ بھی بتایا اور اسی کی حکمتوں کا شعور بھی عطا فرمایا، شخصیت پرستی کے بجائے رب کی بندگی کی دعوت دی۔ اعتقادات کو توہمات کے بجائے حق کی بنیادوں پر استوار کیا، مظاہر فطرت کی پرستش کی بجائے ان کی تسخیر کا ولولہ بخشا، نسلی اور مافوق طاقتوں کو مٹا کر اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم کی اور انسانی زندگی کو ظلم و زیادتی اور فتنہ و فساد کی ظلمتوں سے نکال کر میدان عدل کے سامنے لا کھڑا کیا، یوں آرزوئے ابراہیمی کی تکمیل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان کو سردار انبیاء بنا کر مبعوث فرمایا اور یوں نوع انسانی پر سب سے بڑا احسان کیا۔ آپؐ نے تلاوت کے ذریعہ قرآن کریم کو روزمرہ کا موضوع بنا دیا اور قبل از اسلام کا شعر و ادب سب دب کر رہ گئے، عرب تہذیب و ثقافت بھی اپنی اہمیت کھو بیٹھے اور ان کی جگہ قرآنی آیات نے لے لی۔

تعلیم کتاب:

قرآن کریم کو سمجھنا اس کے معانی اور مفاہیم کو جاننا، احکام کا علم حاصل کرنا، تعلیمات، ارشادات، اور ہدایات کا فہم و ادراک پیدا کرنا اور اس کے امر و نہی کو سیکھنا تعلیم کتاب کہلاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام تعلیم ایک ایسا مثالی نظام تھا جس کے ذریعہ ہر مسلمان میں اتنی استعداد پیدا کر دی گئی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام قرآن حکیم کو پڑھ کر خود سمجھ سکتا تھا۔ اس وسیع پیمانے پر تعلیم کتاب کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے اخلاق و کردار اثر انداز ہوئے اور مسلمان کتاب اللہ کی تعلیمات کے زیر اثر انسانیت کے لئے نمونہ بن گئے۔

تعلیم حکمت:

حکمت کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کو صحیح استعمال کرنا، اور اس کی صحیح جگہ پر رکھنا، حکمت سے مراد دین کی معرفت اس کی فقہ اور اس کی اتباع بھی ہے۔ حکمت سے مراد سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ہے اور حکمت سے مراد احکام کی حکمت اور ان میں انسانیت کے لئے مصالح اور منافع کا بیان ہے۔ حکمت ایک جامع اصطلاح ہے جس میں وہ تمام علوم سمٹ آئے ہیں جن کا تعلق کتاب و سنت کی تعلیم سے ہے۔ اسرار و رموز دین الٰہی کی گرہ کشائی بھی الحکمت کہلاتی ہے۔ سورۂ نساء آیت نمبر ۱۱۳ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ”اتاری اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر کتاب اور حکمت۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم کتاب و حکمت بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔ آپ نے نہ صرف قرآن حکیم کی تعلیم امت کو دی بلکہ اس کے احکام پر عمل کرنے اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنے کا طریقہ بھی سکھایا۔ آپ کو معلم کتاب و حکمت اس لئے کہتے ہیں کہ آپؐ نے امت مسلمہ کو قرآن کریم کی عملی تعلیم دی اور آپؐ کی حیات مبارکہ اسوۂ حسنہ کہلاتی ہے۔ آپؐ نے قرآن کریم کا مفہوم بھی سمجھایا اور اپنے عمل و کردار سے قرآن کے احکام کی پابندی کا طریقہ بھی سکھایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ”بیشک تمہاری رہنمائی کے لئے اللہ کے رسولؐ میں بہترین نمونہ ہے۔“

(الاحزاب:۲۱)

تزکیہ نفس:

تزکیہ کے لفظی معنی پاک و صاف کرنا، نکھارنا، میل کچیل دور کرنے کے ہیں۔ قرآنی اصطلاح میں نفس انسان کو ہر قسم کی نجاستوں اور آلودگیوں سے نکھار کر صاف ستھرا کرنا ظاہری میل کچیل اور گندگی سے جسم کو پاک کر دینا اور اخلاق ذمیمہ سے نفس و قلب کو صاف کر دینا تزکیہ کہلاتا ہے یہ ایک ایسی خوبی ہے جس پر انسان کی فلاح و بہبود کا دار و مدار ہوتا ہے۔ باطن کی اصلاح کو بھی تزکیہ کہتے ہیں۔ بڑوں کا احترام، چھوٹوں کے ساتھ شفقت و محبت کرنے والا، حقوق العباد پورا کرنے والا، ظلم و ستم اور مکر و فریب سے بچنے والا باطن کی اصلاح کرنے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مزکی یعنی امت کے ظاہر و باطن کو پاک و صاف، نفوس انسانی کی برائیوں اور نجاستوں کی آلودگیوں سے پاک کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ دامن مصطفیٰؐ سے وابستہ ہونے والوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہوا اور وہ تزکیہ نفس کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔

آپؐ نے فرمایا: ”مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا۔“

منصب نبوت پر فائز ہوتے ہی آپؐ نے اہل مکہ سے پوچھا کہ میں آپ لوگوں میں زندگی بسر کر چکا ہوں، آپ لوگوں نے اس دوران مجھے کیسا پایا؟،

(باقی صفحہ 23 پر)

ادارہ

قادیانیوں کی وجوہ تکفیر

قادیانیوں کی وجوہ تکفیر کون کون سی ہیں؟ کیا قادیانی اہل قبلہ شمار ہوتے ہیں، نیز بتائیں کہ قادیانی اور دوسرے کافروں میں کیا فرق ہے؟ قادیانیوں کا حکم کیا ہے؟ قادیانی اگر مسجد بنائیں یا مسلم قبرستان میں مردہ دفن کریں تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

قادیانیوں کی وجوہ تکفیر:

شہرۂ آفاق مقدمہ بہاولپور میں حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے وجوہ کفر چھ متعین فرمائے تھے:

(۱)......ختم نبوت کا انکار۔

(۲)......دعویٰ نبوت، اور اس کی تصریح کہ ایسی ہی نبوت مراد ہے جیسے پہلے انبیاء کی تھی۔

(۳)......ادعائے وحی، اور اپنی وحی کو قرآن کی طرح واجب الایمان قرار دینا۔

(۴)......عیسیٰ علیہ السلام کی توہین۔

(۵)......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین۔

(۶)......عام امت محمدیہ کی تکفیر۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام تحریرات کفر کا ڈھیر ہیں، جس میں ہزاروں کفر موجود ہیں، اس کی ایک ایک عبارت مرقع کفر ہے، یہی وجہ ہے کہ "حضرت مولانا الشاہ سید محمد انور کشمیری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ: مسیلمہ کذاب اور مسیلمہ پنجاب (مرزا) کا کفر فرعون کے کفر سے بڑھ کر ہے۔"

(احتساب قادیانیت ج۲ ص۱۱)

اب ہم ذیل میں حضرت شاہ صاحبؒ کی طرف سے متعین کردہ وجوہ کفر و ارتداد قادیانیت پر مختصر اولائل عرض کرتے ہیں:

۱:......ختم نبوت کا انکار:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت قرآن کی نصوص قطعیہ، احادیث کے تواتر اور امت کے اجماع سے ثابت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت کرنا انکار ختم نبوت کی صریح دلیل ہے جبکہ ختم نبوت کا منکر قطعی کافر ہے، ایک حوالہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے:

"وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ، واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر۔" (روح المعانی ص۶۵ ج۲۲)

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر کتاب اللہ ناطق ہے اور احادیث نے کھول کر سنا دیا اور اس پر امت کا اجماع ہے، پس اس کے خلاف جو دعویٰ کرے کافر ہو جائے گا، اور اگر اصرار کرے تو قتل کیا جائے گا۔"

۲:......مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت:

(۱) "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

(۲) "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔" (ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷)

(۳) "صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا گیا۔" (حقیقت الوحی ص۱۵۰، خزائن ص۱۵۴ ج۲۲)

(۴) "قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔" (تذکرہ ص۳۵۲، مجموعہ الہامات مرزا)

(۵) "انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا" (مجموعہ الہامات مرزا تذکرہ ص۶۱۰)

۳:......ادعائے وحی اور اپنی وحی کو قرآن کی طرح قرار دینا:

(۱):......"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر، اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی ص۲۲۰، خزائن ص۲۲۰ ج۲۲)

(۲)......"آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچوں قرآن منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہان خدائے پاک و وحید

وان یقین کلیم بر تورات
آن یقین ہائے سید سادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین"

ترجمہ: "جو کچھ میں اللہ کی وحی سے سنتا ہوں، خدا کی قسم اسے ہر قسم کی خطا سے پاک سمجھتا ہوں، قرآن کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے، یہ میرا ایمان ہے، خدا کی قسم یہ کلام مجید ہے جو خدائے پاک یکتا کے منہ سے نکلا ہے جو یقین عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی وحی پر، موسیٰ علیہ السلام کو تورات پر اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید پر تھا، میں از روئے یقین ان سب سے کم نہیں ہوں، جو جھوٹ کہے وہ لعنتی ہے۔"

(نزول المسیح ص۹۹ خزائن ص۴۷۷ ج۱۸، از مرزا قادیانی)

(۳)......"ہم تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔"

(اعجاز احمدی ص۳۰ خزائن ص۱۴۰ ج۱۹ از مرزا قادیانی)

یہاں پر صرف تین حوالوں پر اکتفا کیا گیا ہے، تیسرے حوالہ میں نہ صرف اپنی وحی کو قرآن کی سطح پر لایا ہے بلکہ احادیث کی بھی توہین کا ارتکاب کیا ہے۔

۴......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین:

(۱)......"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔" (دافع البلاء ص۱۳ خزائن ص۲۳۳ ج۱۸ از مرزا قادیانی)

(۲)......"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے...... مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کرسکتا، اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں، وہ ہرگز نہ دکھلاسکتا۔"

(حقیقۃ الوحی ص۱۴۸، روحانی خزائن ج۲۲ ص۱۵۹)

(۳)......"اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح بن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کرسکتا، اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلاسکتا۔"

(کشتی نوح ص۵۶، روحانی خزائن ج۱۹ ص۶۰)

(۴)......"خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کردیں، اور یہ بھی فرمادیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۵، روحانی خزائن ج۲۱ ص۱۱۱)

آخری حوالہ میں عبارت کے اس حصہ پر بھی توجہ فرمائیں: "خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا" کیا مرزا کی کتاب براہین احمدیہ خدا تعالیٰ کی کتاب تھی؟ ایسا کہنا بذات خود مستقل کفر ہے۔

۵......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین:

(۱)......"میں بارہا بتلاچکا ہوں کہ میں بموجب آیت: "وآخرین منھم لما یلحقوا بھم" بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام "محمد" اور "احمد" رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے، پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا، کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص۱۰ خزائن ص۲۱۲ ج۱۸)

(۲)......"اس نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا۔" (اعجاز احمدی ص۷۱ خزائن ص۱۸۳ ج۱۹)

(۳)......"مگر تم خوب توجہ کرکے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں، یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں، کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہوچکا ہے، سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں، اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہوکر میں (مرزا) ہوں۔"

(اربعین نمبر۴ ص۱۲ خزائن ص۴۴۵، ۴۴۶ ج۱۷)

(۴)......"اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف اور وجود کو میری طرف کھینچا، یہاں تک کہ میرا (مرزا) وجود اس (آنحضرتؐ) کا وجود ہوگیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی: آخرین منھم کے لفظ کے بھی ہیں۔ جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۱ خزائن ص۲۵۸، ۲۵۹ ج۱۶)

(۵)...... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ہے، حوالہ ملاحظہ ہو:

"محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار"

اس وحی میں میرا (مرزا) کا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۳ روحانی خزائن ص ۲۰۷ ج ۱۸)

۶:......امت محمدیہ کی تکفیر:

(۱)......"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔" (تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶۰۰ طبع دوم از مرزا قادیانی)

(۲)......کفر دو قسم پر ہے اول یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا، دوم یہ کہ مثلاً وہ مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا اور باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے، اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے، پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹ خزائن ص ۱۸۵ ج ۲۲)

(۳)......"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۳۵ از مرزا محمود ابن مرزا قادیانی)

(۴)......"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰ از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

قادیانی اور اہل قبلہ:

اہل قبلہ کا لفظ اصطلاح میں اہل ایمان کے لئے بولا جاتا ہے، اور شریعت میں اہل قبلہ وہی لوگ کہلاتے ہیں کہ جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہیں، جو لوگ ضروریات دین کے منکر ہوں مثلاً ختم نبوت کے منکر ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو مانتے ہوں۔ وہ شریعت میں اہل قبلہ نہیں، اہل قبلہ کا یہ معنی نہیں کہ جو شخص فقط قبلہ رخ نماز پڑھتا ہو اگرچہ وہ کسی قطعی حکم کا منکر ہو وہ اہل قبلہ ہے، ایسے نہیں۔ چاہے مسیلمہ کذاب کی طرف قبلہ رخ نماز کیوں نہ پڑھیں، اس لئے یہ کافر ہیں۔

قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق:

جو لوگ دین اسلام کے منکر ہیں، وہ کافر ہیں جیسے عیسائی، یہودی لیکن قادیانیوں اور عیسائیوں، یہودیوں اور قادیانیوں کے کفر میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ فرق ہے۔ موجودہ عیسائی خود جھوٹے ہیں، مگر ان کا نبی عیسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں، موجودہ یہودی خود جھوٹے ہیں مگر ان کے نبی موسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں، قادیانی خود بھی جھوٹے ہیں ان کا نبی بھی جھوٹا تھا، اسلام سچے نبی کے جھوٹے پیروکاروں کے وجود کو تسلیم کرتا ہے۔ اسلام نہ جھوٹے نبی کو قبول کرتا ہے نہ اس کے پیروکاروں کو۔ جھوٹے نبی کے پیروکاروں کا وہی حکم ہے جو صدیق اکبرؓ نے یمامہ کے میدان میں مسیلمہ کذاب کے پیروکاروں کے لئے تجویز فرمایا تھا۔ عام کافروں پر قادیانیوں کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے کہ قادیانی زندیق ہیں اور زندیق کا وجود اسلام کو قبول نہیں۔

قادیانی عبادت گاہ:

مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے۔ منافقین نے عہد نبوت میں مسجد کے نام پر اڈہ قائم کیا تھا۔ جسے اسلام نے مسجد ضرار قرار دیا۔ آنحضرتؐ نے اس کے انہدام و احراق کا حکم دیا تھا۔ جب اسلام نے منافقین کی عبادت گاہ کو مسجد تسلیم نہیں کیا تو قادیانی زندیقوں کی عبادت گاہوں کو کیسے مسجد تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ نہ ان کی اذان کو شرعاً اذان قرار دیا جاسکتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ "قادیانی اور تعمیر مسجد" مؤلفہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ مندرجہ تحفہ قادیانیت جلد اول)

مسلم قبرستان میں قادیانی مردوں کی تدفین کا حکم:

جس طرح کسی ہندو، یہودی، عیسائی، چوڑے چمار کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا شرعاً جائز نہیں۔ اسی طرح کسی قادیانی مردہ کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں اگر وہ چوری چھپے دفن کردیں تو اسے مسلمانوں کے قبرستان سے نکال باہر کرنا ضروری ہے۔ (تفصیلات کے لئے دیکھئے "قادیانی مردہ" تحفہ قادیانیت جلد اول)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں:

کفر کے دنیوی احکام:

(۱) ایمان کی پہلی شرط یہ ہے کہ کفر اور کافروں سے تبری اور بیزاری ہو، یعنی کافروں کو خدا کا دشمن سمجھے اور کوئی دوستانہ تعلق ان سے نہ رکھے۔ کافروں سے موالات یعنی دوستانہ تعلقات کی ممانعت اور حرمت صراحۃً مذکور ہے اور علماً نے کافروں سے ترک موالات پر مستقل کتابیں لکھیں ہیں۔

(۲) کافروں سے مناکحت حرام ہے۔

(۳) کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں۔

(۴) کافر کی نماز جنازہ میں شریک ہونا یا اس کی قبر پر جانا بھی جائز نہیں۔

"ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون"

ترجمہ: "اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو

باقی صفحہ 14 پر

ادارہ

حیات عیسیٰ کے متعلق مرزائیت کا نقطہ نظر

سوال ۱:...... سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات مبارکہ کے بارے میں اسلام، یہودیت، مسیحیت ور مرزائیت کا نقطہ نظر واضح کریں؟

جواب:...... اسلام کا نقطہ نظر دوبارہ حیات عیسیٰ علیہ السلام:

عقیدۂ ختم نبوت کی طرح حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفع ونزول کا عقیدہ بھی اسلام کے بنیادی عقائد اور ضروریات دین میں شامل ہے جو قرآن کریم کی نصوص قطعیہ، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور جس کو علمائے امت نے کتب تفسیر، شروح احادیث اور کتب علم کلام میں مکمل توضیحات وتشریحات کے ساتھ منقح فرمادیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسلامی عقیدہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضرت مریم کے بطن مبارک سے نفخ جبرائیل سے پیدا ہوئے پھر بنی اسرائیل کے آخری نبی بن کر مبعوث ہوئے، یہود نے ان سے بغض وعداوت کا معاملہ کیا، آخرکار جب ایک موقع پر ان کے قتل کی مذموم کوشش کی تو بحکم خداوندی، فرشتے ان کو اٹھا کر زندہ سلامت آسمان پر لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو طویل عمر عطا فرمادی اور قرب قیامت میں جب دجال کا ظہور ہوگا اور وہ دنیا میں فتنہ وفساد پھیلائے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ قیامت کی ایک بڑی علامت کے طور پر نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ دنیا میں آپ کا نزول ایک امام عادل کی حیثیت میں ہوگا اور اس امت میں آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے، اور قرآن وحدیث (اسلامی شریعت) پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔ ان کے زمانہ میں (جو اس امت کا آخری دور ہوگا) اسلام کے سوا دنیا کے تمام مذاہب مٹ جائیں گے اور دنیا میں کوئی کافر نہیں رہے گا، اس لئے جہاد کا حکم موقوف ہو جائے گا، نہ خراج وصول کیا جائے گا اور نہ جزیہ، مال وزر اتنا عام ہوگا کہ کوئی دوسرے سے قبول نہیں کرے گا۔ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح بھی فرمائیں گے ان کی اولاد بھی ہوگی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو جائے گی اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں دفن کردیں گے۔ یہ تمام امور احادیث صحیحہ متواترہ میں پوری وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں جن کی تعداد ایک سو سے متجاوز ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے التصریح بما تواتر فی نزول المسیح)

اسلامی عقیدہ کے اہم اجزا یہ ہیں:

۱:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہی مسیح ہدایت ہیں جن کی بشارت کتب سابقہ میں دی گئی ہے وہ سچے نبی کی حیثیت سے ایک مرتبہ دنیا میں مبعوث ہو چکے ہیں۔

۲:...... یہود بے بہود کے ناپاک اور گندے ہاتھوں سے ہر طرح محفوظ رہے۔

۳:...... زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھالئے گئے۔

۴:...... وہاں بقید حیات موجود ہیں۔

۵:...... قیامت سے پہلے اس کی ایک بڑی علامت کے طور پر بعینہ وہی مسیح ہدایت (حضرت عیسیٰ بن مریم) نزول فرماکر مسیح ضلالت (دجال) کو قتل کریں گے، ان سے الگ کوئی اور شخص ان کی جگہ مسیح کے نام سے دنیا میں نہیں آئے گا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہودیوں کا نقطہ نظر:

یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح ہدایت ابھی نہیں آیا، اور عیسیٰ بن مریمؑ نامی جس شخص نے اپنے آپ کو مسیح اور رسول اللہ کہا ہے (نعوذ باللہ) وہ جادوگر اور جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے والا تھا، اسی لئے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بغض وعداوت کا معاملہ کیا اور ان کو قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کا منصوبہ بنایا، بلکہ ان کے بقول یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچادیا، جیسا کہ ارشاد ہے:

"وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله۔"

(سورۂ نساء، آیت: ۱۵۷)

"اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا

اللہ کا۔" (ترجمہ شیخ الہند)

دعویٰ قتل عیسیٰ بن مریم میں تو تمام یہود متفق ہیں، البتہ ان میں ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ قتل کئے جانے کے بعد اہانت اور تشہیر کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا گیا، اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ سولی پر چار میخ کئے جانے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا گیا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مسیحیت کا نقطہ نظر:

اور نصاریٰ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ مسیح ہدایت آچکے ہیں اور وہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ ہیں، اس کے بعد ان میں دو فرقے بن گئے:

۱:......ایک بڑا فرقہ یہ کہتا ہے کہ ان کو یہود نے قتل کیا، سولی پر چڑھایا، پھر اللہ تعالیٰ نے زندہ کر کے ان کو آسمان پر اٹھالیا، اور سولی پر چڑھایا جانا عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا، اسی لئے عیسائی صلیب کی پوجا کرتے ہیں۔

۲:......دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ بغیر قتل وصلب کے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔

پھر یہ دونوں فرقے بالاتفاق اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح ہدایت عین قیامت کے دن جسم ناسوتی یا جسم لاہوتی میں، خدا بن کر آئیں گے، اور مخلوق کا حساب لیں گے۔

حاصل یہ کہ تمام یہود اور نصاریٰ کی بڑی اکثریت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت الصلیب کی قائل ہے، اور یہود و تمام نصاریٰ کو ایک مسیح ہدایت کا انتظار ہے، یہود کو تو اس وجہ سے کہ ابھی یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی، اور نصاریٰ کو اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن برائے فیصلہ خلائق خدا کی شکل میں آنے والے ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کے متعلق قادیانی عقائد:

مرزا قادیانی نے کتب "ازالہ اوہام، تحفہ گولڑویہ، نزول مسیح اور حقیقت الوحی" وغیرہ میں جو کچھ لکھا ہے، اس کا خلاصہ مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی اپنی کتاب "حقیقی اسلام" میں تحریر کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:

"اس بحث کے دوران میں (مرزا قادیانی نے) مندرجہ ذیل اہم مسائل پر نہایت زبردست روشنی ڈالی۔

۱:...... یہ کہ حضرت مسیح ناصری دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان تھے جو دشمنوں کی شرارت سے صلیب پر ضرور چڑھائے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لعنتی موت سے بچالیا اس کے بعد وہ خفیہ خفیہ اپنے ملک سے ہجرت کر گئے۔

۲:...... اپنے ملک سے نکل کر حضرت مسیح آہستہ آہستہ سفر کرتے ہوئے کشمیر میں پہنچے اور وہیں ان کی وفات ہوئی (۸۷ برس کے بعد) اور وہیں ان کی قبر (سری نگر کے محلہ خانیار میں، ناقل) موجود ہے۔

۳:......اسلامی تعلیم کی رو سے کوئی فرد بشر اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں جاسکتا، اس لئے مسیح کے زندہ آسمان پر چلے جانے کا خیال بھی باطل ہے۔

۴:......بے شک مسیح کی آمد ثانی کا وعدہ تھا مگر اس سے مراد ایک مثیل مسیح کا آنا تھا نہ کہ خود مسیح کا۔

۵:......یہ کہ مثیل مسیح کی بعثت کا وعدہ خود آپ (مرزا قادیانی) کے وجود میں پورا کیا گیا، اور آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں جس کے ہاتھ پر دنیا میں حق صداقت کی آخری فتح مقدر ہے، خود مرزا غلام احمد قادیانی نے قسم کھا کر لکھا ہے:

"میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ و کفیٰ باللہ شہیدا۔"

(حقیقی اسلام ص:۲۹، ۳۰)

بقیہ: وجوہ تکفیر

مرجائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور وہ مرگئے نافرمان۔"

(۵) مسلمان کے جنازہ میں کافر کو شرکت کی اجازت نہیں وہ وقت رحمت کا ہے اور کافر سے لعنت آتی ہے۔

(۶) مردہ کافروں کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں اگرچہ قریبی رشتہ دار ہوں، قال تعالیٰ: "ماکان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ......الایۃ"

ترجمہ: "لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اور اگرچہ وہ ہوں قرابت والے۔"

(۷) کافر کا ذبیحہ اور شکار مسلمان کے لئے حلال نہیں۔

(۸) کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔

(۹) جو کافر دارالاسلام میں مسلمانوں کی رعایا ہوں، ان کو فوج میں بھرتی کر کے جہاد میں ساتھ لے جانا جائز نہیں۔

(۱۰) جو کافر اسلامی حکومت میں رہتے ہوں ان سے جزیہ لیا جائے گا۔

عمر فاروقؓ: "لا اکرمھم اذ اھانھم اللہ ولا اعزھم اذ ذلھم اللہ ولا ادنیھم اذ اقصاھم اللہ تعالیٰ۔" (اقتضاء الصراط مستقیم)

ترجمہ: "فاروق اعظمؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں ان لوگوں کا ہرگز اعزاز اور اکرام نہ کروں گا جن کو خدا نے ذلیل اور حقیر قرار دیا، اور ان لوگوں کو ہرگز اپنے قریب جگہ نہ دوں گا، جن کو اللہ تعالیٰ نے دور رکھنے کا حکم دیا۔" ("مسلمان اور کافر" مؤلفہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی ص:۳۲۹، ۳۳۱، مجلس احتساب قادیانیت ج:۲)

تحریر:مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی

قسط نمبر۲

نبیٔ کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کائنات کے لئے نبی و رسول بنا کر بھیجے گئے۔اب تا قیام قیامت تمام جن وانس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر دارین کی فوز و فلاح سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا تو آپ علیہ السلام بھی بحیثیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہوں گے۔(مدیر)

شبہ اور جواب:

تفسیر روح المعانی میں ہے کہ ایک جماعت نے لفظ"عالمین" سے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عصر جانب سے لے کر قیامت تک کے صرف انسان و جنات ہی مراد لئے ہیں،اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی قرات میں للعالمین کے بعد للجن والانس ہے(جنات اور انسانوں کے لئے)اس سے اس کی تائید ہوتی ہے، اور جنات اور انسانوں کی طرف رسول بنا کر آپ کا بھیجا جانا معلوم ہی ہے کہ دین کی ضروری باتوں میں سے ہے کہ اس کا منکر بھی کافر ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ العالمین صرف جن والانس ہیں اور صرف ان کی طرف حضور رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں نہ کہ تمام مخلوقات کی طرف۔

جواب یہ ہے کہ رسول بنا کر کسی کی طرف بھیجنا دو طرح ہوتا ہے،ایک تو شریعت کے تمام اصول و فروع کا مکلف اور ذمہ دار بنانے کے لئے پورے احکام کا پیغامبر بنا کر بھیجا جاتا ہے کہ کسی حکم سے بھی روگردانی نہ کر سکیں۔دوسرے صرف ایمان لانے،حضور کی عزت و شرف کا اقرار کرنے، امت دعوت اور آپ کے تابعداروں میں داخل ہونے کے لئے پیغامبر بنا کر بھیجا جاتا ہے۔پہلی قسم عملی کاموں کی حد میں جن و انس کے لئے خاص ہیں۔جیسے کہ ایک آیت شریفہ میں انہی کو ذمہ دار بنایا ہے:

"وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون" (الذاریات:۵۱)

ترجمہ:"اور میں نے جن اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری ہی خاص عبادت کیا کریں۔"

اس لئے پوری شریعت کا پیغام انہی کے لئے ہے اور دوسروں کے لئے عمل کی ذمہ داری کا کام نہیں ہے۔(ماخوذ:فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۱۲)

ان کے لئے مذکور عقائد کی پیغامبری ہے نہ کہ تمام عقائد و اعمال و معاملات و اخلاق وغیرہ کی، جیسے کہ اوپر بھی گزر چکا ہے۔لہٰذا جن مفسرین نے فقط جن و انس مراد لیا ہے،وہ تمام شریعت کی پیغامبری کے معنے سے مراد لیا ہے اور جن حضرات نے تمام مخلوقات کو عام مراد لیا ہے،وہ دونوں طرح کی پیغامبری کو مراد لیا ہے اور رسالت و نبوت کا عام ہونا دونوں ہی قسموں سے ہے۔اسی بنا پر دوسرے بعض لوگوں نے بھی اختلاف کیا ہے کہ فرشتوں کے لئے حضور رسول ہیں یا نہیں؟ تو اثبات والوں نے نبوت حاضر عقائد و پیروی سے اثبات کیا ہے،اور انکار والوں نے نبوت عامہ کل شریعت کے احکام نہ ہونے سے انکار بھی کیا ہے،مگر راجح،جیسے اوپر بھی آ چکا ہے،ان کے لئے بھی رسول نبی ہونا ہے۔

فرشتوں کے لئے رسول ہونا:

اوپر بھی آیات و احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضور ان پر بھی رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔اب کچھ اور دلائل پیش ہیں۔فرشتوں کے ذکر بھیجے گئے ہیں۔ اب کچھ اور دلائل پیش ہیں،فرشتوں کے ذکر عباد مکرمون(عزت والے بندے)اور وهم بامره يعملون(وہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہی عمل کرتے ہیں) کے بعد ارشاد ہے:

"ومن يقل منهم انى اله من دونه فذلك نجزيه جهنم." (الانبیاء:۲۹)

ترجمہ:"اور جو ان میں سے کہے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا معبود ہوں تو ہم اس کو جہنم کی سزا دیں گے۔"

قرآن شریف نے ان کو عذاب کی وعید سنائی ہے کہ اگر بالفرض کسی نے خدائی کا دعویٰ کر دیا تو اس کے لئے جہنم ہے۔یہ اس کی دلیل ہے کہ قرآن کا حکم ان کے لئے بھی ہے اور صاحب قرآن نبی اکرمؐ ان کے لئے بھی پیغمبر ہیں۔اس آیت میں عالمین (سب جہانوں کے لئے) کا لفظ اور اس اوپر کی آیت میں من بلغ (جس جس کو قرآن مجید پہنچے) کا لفظ بھی اس کی دلیل،کیونکہ یہ بھی عالم میں داخل ہیں اور ان کو بھی

قرآن شریف پہنچا ہوا ہے۔ اور ایک بات یہ ہے کہ فرشتے تو معصوم ہیں مگر شیطان کی وہاں پہنچ تھی۔ اس سے اس قسم کے گناہ واقع ہوئے تھے۔ اس لئے اس پیغامبری کی ضرورت ہوئی اور وہ وجوہ بھی تھیں جو اوپر بیان ہو چکی ہیں۔ علامہ ابن حجر مکی ہیتمیؒ نے علامہ سیوطی سے نقل کیا ہے کہ بہت سی احادیث صحیحہ وغیر صحیحہ میں یہ واقعات وارد ہیں کہ فرشتوں میں سے بعض وہ ہیں جو آسمانوں میں ہماری جیسی نماز پڑھتے اور ہماری جیسی اذان دیتے ہیں، اور بعض فرشتے نماز فجر و عصر میں آتے اور ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، اور ہماری مسجدوں میں پڑھتے ہیں اور سعید بن منصور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت سلمان فارسیؓ سے ان کا قول اور بیہقی نے دوسری سند سے حضرت سلمانؓ سے حضورؐ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کھلی زمین پر ہوتا ہے اور وہاں نماز پڑھتا ہے تو اس کے ساتھ دو فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور جب وہ اذان و تکبیر بھی کہہ لیتا ہے تو اس کے ساتھ اتنے فرشتے نماز پڑھتے ہیں کہ ان کی صف کے کنارے نظر نہیں آ سکتے۔ اس کے رکوع پر رکوع اور سجدے پر سجدہ کرتے اور اس کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔ بزار نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذان تعلیم فرمانے کا ارادہ کیا تو جبریل علیہ السلام ایک سواری جس کو براق کہا جاتا ہے، لائے اور حدیث پوری بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایک فرشتہ حجاب سے باہر آیا اور کہنا شروع کر دیا: اللہ اکبر، اللہ اکبر پوری اذان دی اور حضورؐ کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا اور تمام آسمان والوں کو حکم دیا کہ آپ کی اقتدا کریں۔ ابونعیم نے محمد بن حنفیہؒ (حضرت علیؓ کے صاحبزادے) سے مثل بالا روایت کی ہے اور یہ اضافہ کیا ہے کہ جب فرشتہ کہتا حی علی الصلوۃ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: میرا بندہ سچ کہتا ہے اور میرے فریضہ کی طرف دعوت دیتا ہے ابن مردویہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ جب مجھے آسمان پر معراج میں لے جایا گیا، جبرئیل علیہ السلام نے اذان دی۔ فرشتوں نے گمان کیا تھا کہ وہی نماز پڑھائیں گے، انہوں نے مجھے آگے بڑھایا اور میں نے سب کو نماز پڑھائی۔

سات صحابہؓ سے یہ حدیث آئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ عرش پر اور ہر آسمان اور جنت کے ہر دروازے اور سب پتوں پر لکھا ہوا ہے: ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' حضورؐ کا نام ہونا اور نبیوں کا نہ ہونا دلیل ہے اس کی کہ سب فرشتے آپؐ کے رسول ہونے کے دل سے گواہ ہیں یعنی ایمان رکھیں۔

ابن عساکر نے حضرت کعب الاحبار سے روایت کیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو وصیت کی تھی کہ جب تم اللہ کا ذکر کرو ساتھ ہی محمدؐ کا نام بھی لیا کرو، کیونکہ میں نے ان کا نام عرش کے ستون پر لکھا دیکھا ہے، جب کہ میں روح اور مٹی کے درمیان تھا، پھر میں نے گھومنا شروع کیا تو آسمان میں کوئی جگہ نہ دیکھی جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا نہ ہو، نہ جنت میں کوئی محل اور کوئی بالا خانہ دیکھا مگر اس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا ہوا تھا اور میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام حورعین کے سینوں پر، جنت کے درختوں کی شاخوں شجر طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں، حجابات کے کناروں، فرشتوں کی آنکھوں میں لکھا دیکھا تو تم ان کا ذکر بڑی کثرت سے کیا کرو، کیونکہ فرشتے بھی ہر گھڑی ان کا ذکر کرتے ہیں۔

ایسے ہی یہ حدیث بھی صحیح ہے کہ جنتی مخلوقات میں سے کوئی بھی نہ جنت میں داخل ہو سکتا ہے، نہ اس میں رہ سکتا ہے، سوائے اس کے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے، ان سب کے بعد علامہ موصوف نے یہ بھی کہا ہے کہ امید ہے کہ معراج اور جنت میں داخل ہونے کے فائدوں میں سے یہی فائدہ ہوگا کہ تمام آسمانوں پر جتنے فرشتے اور جس قدر جنتوں میں حوریں اور بچے ہیں، اور جس قدر عالم برزخ میں حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں، سب کو آپؐ کے رسول ہونے کی تبلیغ ہو جائے تاکہ وہ رو در رو ہو کر آپؐ پر ایمان لائیں اور آپ کا زمانہ پائیں تو آپ کی تصدیق کریں۔ اگرچہ غائبانہ طریقے سے وہ سب آپ کی پیدائش سے پہلے سے ایمان لائے ہوئے تھے۔ (فتاویٰ حدیثیہ ابن حجر مکی ص:۱۵۲)

آگے ابن حجرؒ خود کہتے ہیں کہ جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں اور ان سب کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور اس پر قرآن و حدیث کی بہت دلیلیں قائم ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام فرشتوں سے افضل ہیں تو نتیجہ صاف لازم آ گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کے لئے بھی رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، اور تمام فرشتے بطریق اولیٰ حضورؐ کے پیروکاروں میں ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور تمام انبیاء پر کچھ خصوصیات بھی حاصل ہیں جو فرشتوں کے معاملے میں بھی ہیں۔ مثلاً فرشتوں کا حضورؐ کے ساتھ ہو کر جہاد میں قتال کرنا (جس کا ذکر قرآن مجید میں بہت ہے) اور حضورؐ تشریف لے چلتے تو فرشتوں کا پیچھے پیچھے چلنا (جو حدیث میں ہے) اس کی دلیل ہے کہ وہ سب آپؐ کے تابعداروں میں ہیں، آپ کی شریعت میں ہیں اور آپ کی تقویت کے لئے ہیں۔ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار وزیر مذکور ہیں دو آسمان والوں میں سے اور دو زمین والوں میں سے۔ آسمان والوں میں سے جبرئیل و میکائیل علیہما السلام اور زمین والوں میں سے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما وزیر تو بادشاہ کا بالکل ہی تابع ہوتا ہے۔

اور پھر جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام اپنے ہم مشرف تمام فرشتوں کے سردار ہیں، جیسے کہ حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ تمام مسلمانوں کے سردار ہیں۔ آدم علیہ السلام کی وفات کے بعد سے آخر تک، سب عام مسلمانوں کے سردار، اور سردار کے تابع ہونے سے سب کا تابع ہونا ظاہر ہے۔

جب مسلمان جہاد کرتے ہیں تو فرشتوں کا اللہ کے دین کی مدد کے لئے ان کے ساتھ جنگ میں شریک ہونا قیامت تک کے لئے ہے جیسے کہ حدیثوں اور واقعات سے معلوم ہے، اب اس سے معلوم ہوا کہ وہ بھی حضورؐ کے دین کی حفاظت کے لئے ایسے ہی ذمہ دار ہیں جیسے ہم مسلمان، اور وہ بھی اسی طرح تابع اور امتی ہیں جیسے سب مسلمان جبرئیل علیہ السلام کا حضورؐ کے امتیوں کی موت کے وقت حاضر ہونا تاکہ شیطان کو دور کردیں، اور فرشتوں کا شب قدر میں نازل ہونا اور مسلمانوں سے سلام کرنا اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اپنی کتاب سے سنانا، حالانکہ فرشتے انسانوں سے سننے کے شوقین ہیں، اور یہ بات کسی اور آسمانی کتاب کے لئے نہیں وارد ہوئی اور اسرافیل علیہ السلام کا حضورؐ کی خدمت میں حاضر آنا، جب کہ نہ اس سے پہلے کبھی زمین پر آئے تھے نہ بعد میں آئیں گے، اور قبر شریف پر فرشتے کا مقرر رہنا تاکہ صلوٰۃ وسلام پہنچایا کرے اور سارے عالم سے ان کا صلوٰۃ وسلام لاکر پہنچانا جو بہت حدیثوں میں ہے اور دلیل ہے تابع وخدمت گزار ہونے کی۔ قبر مبارک پر ہر روز ستر ہزار فرشتے حاضر ہوتے ہیں، پر بچھاتے ہیں، استغفار کرتے ہیں، درود شریف شام تک پڑھتے رہتے ہیں، شام کو آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور دوسرے ستر ہزار فرشتے اسی طرح صبح تک رہتے ہیں۔

تاقیامت یہ سلسلہ ہے، جب قیامت کا دن ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں باہر تشریف لائیں گے۔ اس حدیث کو ابن مبارک نے حضرت کعبؓ سے روایت کیا ہے۔

(فتاویٰ حدیثیہ ص:۱۵۳)

جنات کے لئے نبی ہونا:

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اور جب ہم نے جنات کی ایک جماعت کو آپ کی طرف بھیجا جو قرآن سننے لگے، غرض جب وہ لوگ قرآن کے پاس آپہنچے تو کہنے لگے کہ خاموش ہوجاؤ، پھر جب قرآن پڑھا جاچکا تو وہ لوگ (ایمان لاکر) اپنی قوم کے پاس خبر پہنچانے کے لئے واپس گئے، کہنے لگے اے بھائیو! ہم ایک عجیب کتاب سن کر آئے ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل کی گئی ہے، جو اپنی پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے حق اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے بھائیو! اتم اللہ کی طرف بلانے والے کا کہنا مانو اور اس پر ایمان لے آؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردیں گے اور تم کو دردناک عذاب سے محفوظ رکھیں گے۔''

(الاحقاف:۲۹تا۳۱)

اور سورۂ جن پارہ ۲۹ میں بھی جنات کے ایمان کا بہت مضمون ہے۔ اور قرآن شریف کے مقابل لانے کا چیلنج بھی جنوں اور انسانوں کو ہے، وہ بھی دلیل ہے اس کی کہ جن بھی ایسے ہی مکلف ہیں، جیسے انسان۔ ارشاد ہے:

ترجمہ: ''آپ کہہ دیجئے اگر انسان اور جنات اس پر جمع ہوجائیں کہ قرآن کا مثل لائیں گے تو اس کا مثل نہ لاپائیں گے اگرچہ بعض بعض کے مددگار بھی ہوجائیں۔'' (بنی اسرائیل:۸۸)

مغفرت اور عذاب سے بچانا، جنات کے ایمان اور ساتھ ساتھ تمام شریعت کے مکلف ہونے کو بھی ثابت کرتا ہے۔ طبرانی نے ''معجم اوسط'' میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جنوں کا حضور کے پاس آنا دو بار ہوا ہے۔ یعنی بار بار کیونکہ ابن شہاب شارح بیضاوی کا قول ہے کہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ چھ بار ان کی حاضری ہوئی ہے اور ابونعیم اور واقدی نے حضرت کعب الاحبارؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ جن مقام نصیبین کے تھے، نو شخص تھے اور جب انہوں نے اپنی قوم کو اطلاع پہنچادی تو تین سو فوراً اسلام لانے کے لئے حاضر ہوگئے، اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ بارہ ہزار مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ مسلم، ترمذی، ابوداؤد وغیرہ کی متعدد حدیثوں میں رات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لے جانا اور جنات کو تبلیغ کرنا اور بعض مرتبہ عبداللہ بن مسعودؓ کا ساتھ ہونا بھی مذکور ہے، یہ سب حدیثیں روح المعانی ج ۲۲ ص:۲۸ پر درج ہیں۔ امام رازی کہتے ہیں کہ اسی آیت میں اس کی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنوں کی طرف بھی ایسے ہی رسول بنا کر بھیجے گئے تھے جیسے انسانوں کی طرف بھیجے گئے تھے (تفسیر کبیر، ج۷ ص:۵۱۹) اور سورۂ جن کے تحت بھی ہے کہ ''قل'' سے حضور کو حکم ہوا ہے کہ قوم کو جنوں کے ایمان لانے کی خبر کردیں تاکہ معلوم ہوجائے کہ جیسے انسان حضور پر ایمان کے مکلف ہیں، جن بھی ہیں (ج۸ ص۳۱۸) اور روح المعانی سے یہ نقل کیا جاچکا ہے کہ جیسے تمام انسانوں کے لئے نبی کو نہ ماننا کفر ہے، جنوں کے لئے نہ ماننا بھی کفر ہے۔ تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ آیت مذکورہ میں اس پر دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن وانس دونوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے اور حضرت مقاتل سے روایت ہے کہ حضورؐ سے پہلے کوئی نبی جن وانس دونوں کی طرف نہیں بھیجا گیا (حاشیہ الخازن ج۶ ص۱۴۲) شیخ ابن حجر کی الہیتمی کہتے ہیں کہ جیسے ابن فرحؒ سے منقول ہے کہ

حضورؐ سے پہلے کوئی نبی جنات کی طرف نہیں بھیجا گیا یہ بات یقینی ہے، ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کی شریعت میں داخل ہوئے ہیں۔

بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب کہ وہ مکہ مکرمہ جارہے تھے، ایک سانپ مرا ہوا دیکھا، انہوں نے ایک کپڑے میں اس کو کفن دے کر دفن کردیا، تو غیب سے کسی کہنے والی کی آواز سنی:

''اے سرق اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل فرمائے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، فرمایا تھا کہ اے سرق تم ایک خالی میدان میں وفات پاؤ گے پھر تم کو میری امت کا بہترین شخص دفن کردے گا۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس سے پوچھا: تم کون ہو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے؟

عرض کیا: میں جنوں میں ایک شخص ہوں، اور یہ سرق ہے اور جنات میں سے جن جن لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ان میں سے میرے اور اس کے سوا کوئی باقی نہیں رہا تھا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرمایا تھا کہ:

اے سرق تم ایک خالی میدان میں وفات پاؤ گے اور تم کو میری امت کا بہترین آدمی دفن کرے گا۔''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ثابت ہے کہ آپؓ صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ سفر میں تھے، ایک سانپ قتل ہوا پایا، کسی صاحب نے اپنی چادر کے ٹکڑے میں اس کو کفن دیا اور دفن کردیا۔ جب رات ہوئی تو چار عورتیں اس کو پوچھتی ہوئی آئیں اور انہوں نے ان کو بتایا کہ کافر جنوں نے مسلمان جنوں کے ساتھ جنگ کی تھی اور اس کو قتل کردیا تھا، اور یہ شخص اس جماعت میں سے تھا، جنہوں نے حضورؐ سے قرآن شریف سنا تھا، پھر اپنی قوم کو تبلیغ کرنے کے لئے گئے تھے۔ ابن ابی الدنیا نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ صحابہؓ کی ایک جماعت نے دو سانپوں کو لڑتے دیکھا، ایک نے دوسرے کو قتل کردیا، تو اس کی خوبصورتی اور خوشبو پر ان کو بڑا تعجب ہوا، کسی نے کفن دے کر دفن کردیا، تو ایک جماعت کو سلام کرتے ہوئے سنا اور انہوں نے بتایا کہ یہ مقتول ان لوگوں میں سے تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام لے آئے، اس کو ایک کافر نے قتل کردیا ہے، اسی طرح اور بھی حدیثوں میں جنات کے ایمان اور دین حاصل کرنے کے واقعات آئے ہیں۔

شیخ ابن حجر مکیؒ کہتے ہیں کہ: حق یہ ہے کہ جن بھی مکلف ہیں، پوری شریعت پر عمل کرنا ان پر بھی فرض ہے۔ امام فخر الدین رازی وغیرہ نے اس پر امت کا اجماع نقل کیا ہے اور عز بن جماعہ کہتے ہیں جن بھی فرشتوں کی طرح اول فطرۃ سے مکلف ہیں۔ اور جمہور سلف وخلف کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ ان میں کوئی نبی یا رسول نہیں ہوا۔

کئی سندوں سے، جن سے حدیث حسن کے درجے کو پہنچ جاتی ہے، یہ حدیث آئی ہے کہ ابلیس کا پڑپوتا ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ مع صحابہ کے تہامہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر تشریف رکھتے تھے۔ اس نے بتایا کہ جن دنوں قابیل نے ہابیل کو قتل کیا وہ بچہ سا تھا اور یہ بھی ان لوگوں میں تھا جو حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لائے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جب قوم کو بددعا دی تو اس نے عرض معروض بھی کیا تھا جس پر وہ بھی رو پڑے تھے، اس کو بھی رلا دیا تھا اور یہ کہ ہابیل کے خون میں شریک تھا تو کیا اس کے لئے توبہ کی گنجائش ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام نے چند چیزیں کرنے کا حکم دیا تھا جن میں یہ بھی تھا کہ وضو کرے اور دو سجدے کرے، اس نے فوراً ایسا کرلیا، تو آپ علیہ السلامؑ نے فوراً بشارت دی کہ اس کی توبہ کی قبولیت آسمان سے نازل ہوگئی۔ اس پر ہامہ ایک سال تک اللہ تعالیٰ کے لئے سجدے میں رہا اور یہ کہ ہود علیہ السلام پر بھی ایمان لایا تھا اور ان سے بھی ایسے ہی بات ہوئی تھی جیسے حضرت نوح علیہ السلام سے ہوئی تھی اور اس نے یعقوب علیہ السلام کی بھی زیارت کی ہے اور یوسف علیہ السلام سے تو گہری دوستی رکھی تھی اور وہ لوگوں سے گھاٹیوں میں ملتا تھا اور آج بھی ملتا ہے اور موسیٰ علیہ السلام سے بھی ملا اور انہوں نے اس کو کچھ توریت سکھلائی تھی اور حکم دیا تھا کہ ان کی جانب سے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو اگر اس کی ملاقات ہو تو سلام پہنچا دے، اور یہ کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملا تھا اور ان کو یہ سلام پہنچا دیا تھا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اس کو حکم دیا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو تو سلام پہنچا دے۔ حضورؐ یہ سن کر آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا: ''عیسیٰ علیہ السلام پر بھی سلام جب تک دنیا باقی رہے، اور اے ہامہ تجھ پر بھی ادائے امانت کے لئے سلام۔'' پھر ہامہ نے درخواست کی کہ حضورؐ اس کو کچھ قرآن شریف سکھلا دیں، جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو توریت سکھلائی تھی۔ اس پر حضورؐ نے اس کو سورۂ واقعہ، سورۂ مرسلات اور نبا اور کوثر اور قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سکھلا دی۔ اور فرمایا: ''اے ہامہ تم کو کوئی حاجت ہو تو ہم کو مطلع کرنا اور زیارت کرنا نہ چھوڑنا'' ایک اور حدیث میں ہے کہ وہ جنت میں ہے۔

(فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۵)

باقی آئندہ

ایک مکتب فکر......ایک تحریک

تحریر:حبیب الرحمٰن اعظمی ،دارالعلوم دیوبند انڈیا

دارالعلوم دیوبند

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بظاہر ناکام ہونے والے شکستہ دل مسلمانوں کی دینی وقومی روایات کا تحفظ کیا، ولی اللٰہی منہاج پر تعلیمات کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی، اسلام مخالف تحریکات کی سرکوبی کی، برصغیر اور دیگر براعظموں میں مساجد ومدارس کے ذریعہ قال اللہ تعالیٰ وقال الرسول کی صداؤں کو عام کیا، فرنگی سامراج کے ظالمانہ اقتدار کی جڑیں اکھاڑ کر ہندوستان کو آزاد کرایا، اسلام اور پیغمبر اسلام پر کئے گئے ناروا حملوں کا جواب دیا، تفسیر حدیث فقہ، کلام اور جملہ علوم وفنون کا عظیم الشان ذخیرہ فراہم کیا، عظمت صحابہؓ اور عزت اسلاف کا تحفظ کیا، منکرین ختم نبوت کا کامیاب تعاقب کیا، بدعات کی تاریکیوں میں سنت کی مشعلیں روشن کیں اور سینکڑوں مجاہد، عالم، مفسر، محدث، متکلم، فقیہ، مرشد، مؤرخ، مقرر، خطیب، طبیب، مناظر، صحافی، صوفیا، قراء، حفاظ اور سیاستداں پیدا کئے۔

قسط نمبر۲

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ:

اسلام کے اس عظیم بنیادی عقیدہ پر یلغار کی گئی اور انگریز کی خانہ ساز نبوت کے داعی یورپ اور بلاد افریقہ میں تبلیغی مشن کے حسین عنوان سے مسلمانوں کو ارتداد کی دعوت دینے لگے۔ علماً دیوبند نے مسلمانوں کو اس ارتدادی فتنہ سے خبردار کیا۔ اکابر دارالعلوم کے سرخیل شیخ امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے اپنے خلفاء حضرت مولانا اشرف علیؒ اور شیخ مہر علی شاہ گولڑویؒ کو اس کی سرکوبی کی جانب متوجہ کیا۔ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے شاگرد علامہ انور شاہ محدث کشمیریؒ، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد محدث عثمانیؒ، مناظر اسلام مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ، مناظر اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا محمد عالم (آسی) امرتسریؒ، پھر حضرت محدث کشمیریؒ کے تلامذہ میں مولانا سید بدر عالم میرٹھی، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ، مولانا ادریس محدث کاندھلویؒ، مولانا محمد یوسف محدث بنوریؒ، وغیرہ

علماً دیوبند میدان میں نکلے اور اپنی گراں قدر علمی تصانیف، موثر تقاریر اور بے پناہ مناظروں سے انگریزی نبوت کے دجل وفریب کا اس طرح پردہ چاک کیا اور ہر محاذ پر ایسا کامیاب تعاقب کیا کہ اسے اپنے مولد منشا ءلندن میں محصور ہو جانا پڑا۔ علماً دیوبند کے علمی وفکری مرکز دارالعلوم دیوبند کی زیر نگرانی حریم ختم نبوت کی پاسبانی کی یہ مبارک خدمت پوری توانائیوں کے ساتھ آج بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے جاری وساری ہے۔

محدثین دہلی کے علمی وفکری مؤقف کی پوری نمائندگی کی گئی جو حضرت شاہ ولی اللہ کی ازالۃ الخفاءؔ، قرۃ العینین اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی کتاب تحفۂ اثنا عشریہ سے ظاہر ہے پھر امام اہل سنت والجماعت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی دفاع صحابہ کرامؓ کی اس عظیم خدمات میں پوری عمر مصروف رہے اور اس اہم موضوع کے ہر ہر گوشے سے متعلق اس قدر معلومات فراہم کردیں کہ اب شاید اس پر مزید اضافہ دشوار ہو، نیز حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے مقام صحابہؓ پر کامیاب مضامین لکھے اور جب وقت کی سیاسی آندھیوں نے قافلہ اسلام کی صف اول پر یلغار کی تو حضرت مدنیؒ نے صحابہ کرامؓ کے معیار حق ہونے پر وہ مباحث تحریر فرمائے جو عصر حاضر کا سرمایہ فخر ہیں۔ ان بزرگوں کے علاوہ مولانا ولایت حسینؒ رئیس دیورہ صوبہ بہار، مولانا محمد شفیع سنگھر وی، علامہ دوست محمد قریشیؒ، مولانا لطف اللہ جالندھریؒ، مولانا قاضی مظہر حسینؒ، مولانا محمد منظور نعمانیؒ، مولانا عبدالستار تونسوی وغیرہ علمائے دیوبند نے اس محاذ پر گراں قدر خدمات انجام دیں۔

اعلماً دیوبند نے اس سلسلے میں بھی بہت کام کیا سید احمد شہیدؒ نے اس بارے میں بہت مضبوط مؤقف اختیار کیا۔ ان حضرات کے بعد اکابر دارالعلوم دیوبند کی باری آئی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ وغیرہ نے شرک وبدعت کے رد میں ناقابل فراموش خدمات انجام دیں اور ماضی قریب میں مولانا حسین علی بھچراواں، مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ، مولانا محمد منظور نعمانیؒ، مولانا سرفراز خان صفدر وغیرہ نے بھی اس محاذ پر نہایت کامیاب خدمات انجام دیں اور آج بھی علماً دیوبند مبتدعین کے تعاقب میں سرگرم عمل ہیں۔ علمائے دیوبند کے علمی مرکز دارالعلوم دیوبند کی تاریخ سے واقف حضرات جانتے ہیں کہ اس کے فرزند اسلام کی سنت قائمہ کے حامی اور بدعت سے بہت دور ہیں اور ایسے کسی عمل کو جو شاہراہ مسلسل سے نہ آئے وہ اسے اسلام کا نام دینے کے لئے تیار نہیں، کیونکہ ان کا مؤقف اسلام کی سنت قائمہ سے مکمل وفاداری ہے۔ ان کے نزدیک

اہل سنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو اسلام کی سنت قائمہ سے وابستہ اور جماعت صحابہ کرامؓ کے نقش پا سے دین کی راہیں تلاش کرنے والے ہوں اور بدعات کو فروغ دینے والے نہ ہوں۔ ان حضرات کا یقین ہے کہ بدعت کا دروازہ کھلا رکھنے سے تفریق بین المسلمین لازمی ہوگی کیونکہ بدعات ہر گروہ کی اپنی اپنی ہوں گی یہ فقط سنت ہے جو تمام مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو سکتی ہے اور ملت واحدہ بنا کر رکھ سکتی ہے، اس لئے بدعات کے رد میں علمأ دیوبند کا یہ اہتمام کوئی منفی داعیہ نہیں بلکہ شاہراہ اسلام سے مخلصانہ عقیدت ہے۔

علمائے دارالعلوم دیوبند کا مسلک:

محدثین دہلی اور ان کے چشمہ علم و عرفان سے سیراب دارالعلوم اور علمائے دیوبند اپنے مسلک اور دینی رخ کے اعتبار سے کلیتاً اہل سنت والجماعت ہیں پھر وہ خود رو قسم کے اہل سنت نہیں بلکہ اوپر سے ان کا سندی سلسلہ جڑا ہوا ہے، اس لئے مسلک کے اعتبار سے وہ نہ کوئی جدید فرقہ ہیں نہ بعد کی پیداوار ہیں بلکہ وہی قدیم اہل سنت والجماعت کا مسلسل سلسلہ ہے جو اوپر سے سند متصل اور استمرار کے ساتھ کابرا عن کابر چلا آرہا ہے۔

علمأ دارالعلوم دیوبند کے اس جامع، افراط و تفریط سے پاک مسلک معتدل کو سمجھنے کے لئے خود لفظ اہل سنت والجماعت میں غور کرنا چاہئے جو دو اجزاء سے مرکب ہے: ایک ''السنۃ'' جس سے اصول، قانون اور طریق نمایاں ہیں اور دوسرا ''الجماعۃ'' جس سے شخصیات اور رفقائے طریق نمایاں ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے اس ترکیبی کلمہ سے یہ بات پورے طور پر واضح ہوتی ہے کہ اس مسلک میں اصول و قوانین بغیر شخصیات ہی کے راستے سے آتے ہیں، اس لئے ماخوذ کو لیا جانا اور ماخذ کو چھوڑ دینا کوئی معقول مسلک نہیں ہو

حدیث: ''ما انا علیہ واصحابی'' میں بہتر فرقوں میں سے فرقہ ناجیہ کی نشاندہی فرماتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معیار حق ان ہی دو چیزوں کو قرار دیا: ''ما انا'' سے اشارہ سنت یعنی طریق نبوی یا قانون دین کی طرف ہے اور ''واصحابی'' سے اشارہ الجماعۃ یعنی برگزیدہ شخصیات کی طرف ہے بلکہ مسند احمد اور سنن ابی داؤد میں ''اصحابی'' کے بجائے ''الجماعۃ'' کا صریح لفظ موجود ہے۔

اس لئے تمام صحابہؓ تابعین، فقہائے مجتہدین، ائمہ محدثین اور علمأ راسخین کی عظمت و محبت ادب و احترام اور اتباع و پیروی اس مسلک کا جوہر ہے، کیونکہ ساری دینی برگزیدہ شخصیتیں ذات نبوی ﷺ سے انتساب کے بدولت ہی وجود میں آتی ہیں، پھر مختلف علوم دینیہ میں صداقت و امانت اور خداداد فراست و بصیرت کے لحاظ سے ہر شعبہ علم میں ائمہ اجتہاد میں امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ، ائمہ درایت و تفقہ میں امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن، امام خلال، امام مزنی، امام ابن رجب رحمہم اللہ وغیرہ۔ ائمہ احسان و اخلاص میں اویس قرنی، فضیل بن عیاض رحمہم اللہ وغیرہ، ائمہ حکمت و حقائق میں امام رازی، امام غزالی رحمہم اللہ وغیرہ، ائمہ کلام میں ابوالحسن اشعری، ابو منصور ماتریدی رحمہم اللہ وغیرہ نیز اس قسم کی دین کی اور برگزیدہ شخصیتیں ہیں جن کی درجہ بدرجہ توقیر و عظمت مسلک دارالعلوم دیوبند میں شامل ہیں۔

پھر ان تمام دینی شعبوں کے اصول و قوانین کا خلاصہ دو ہی چیزیں ہیں: ''عقیدہ و عمل'' عقیدے میں تمام عقائد کی اساس و بنیاد عقیدۂ توحید ہے اور عمل میں سارے اعمال کی بنیاد اتباع سنت ہے۔

توحید:

مسلک دارالعلوم دیوبند میں عقیدۂ توحید پر بطور خاص زور دیا جاتا ہے تاکہ اس کے ساتھ شرک یا موجبات شرک جمع نہ ہوں اور کسی بھی غیر اللہ کی اس میں شرکت نہ ہو، ساتھ ہی تعظیم اہل اللہ اور ارباب فضل و کمال کی توقیر کو عقیدۂ توحید کے منافی سمجھنا مسلک کا کوئی عنصر نہیں۔

خاتم الانبیأ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ:

علمائے دارالعلوم دیوبند کا یہ ایمان ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل البشر و افضل الانبیأ ہیں مگر ساتھ ہی آپ کی بشریت کا بھی عقیدہ رکھتے ہیں، وہ آپ کے علو درجات کو ثابت کرنے کے لئے حدود عبدیت کو توڑ کر حدود معبودیت میں پہنچا دینے سے کلی احتراز کرتے ہیں، وہ آپ کی اطاعت کو فرض عین سمجھتے ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کو جائز نہیں سمجھتے۔

علمائے دارالعلوم دیوبند برزخ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات جسمانی کے قائل ہیں مگر وہاں معاشرت دنیوی کو نہیں مانتے۔ وہ آپ کے علم عظیم کو ساری کائنات کے علم سے بدرجہا زیادہ مانتے ہیں پھر بھی اس کے ذاتی و محیط ہونے کے قائل نہیں ہیں۔

صحابہ کرامؓ:

علمائے دارالعلوم دیوبند تمام صحابہؓ کی عظمت کے قائل ہیں، البتہ ان میں باہم فرق مراتب ہے تو عظمت مراتب میں بھی فرق ہے، لیکن نفس صحابیت میں کوئی فرق نہیں، اس لئے محبت و عقیدت میں بھی فرق نہیں پڑ سکتا پس: ''الصحابۃ کلہم عدول'' اس مسلک کا سنگ بنیاد ہے۔ صحابہ بحیثیت قرن خیر ''من حیث الطبقۃ'' ہیں اور پوری امت کے لئے معیار حق ہیں۔ علمائے دیوبند انہیں غیر معصوم ماننے کے باوجود ان کی شان میں بدگمانی اور بدزبانی کو جائز

نہیں سمجھتے اور صحابہ کرامؓ کے بارے میں اس قسم کا رویہ رکھنے والے کو حق سے منحرف سمجھتے ہیں۔

علمائے دیوبند کے نزدیک ان کے باہمی مشاجرات میں خطا وصواب کا تقابل ہے حق و باطل اور طاعت و معصیت کا نہیں، اس لئے ان میں سے کسی فریق کو تنقید و تنقیص کا ہدف بنانے کو جائز نہیں سمجھتے۔

صلحائے امت:

علمائے دارالعلوم دیوبند تمام صلحائے امت و اولیا اللہؒ کی محبت وعظمت کو ضروری سمجھتے ہیں لیکن اس محبت و تعظیم کا یہ معنی قطعاً نہیں لیتے کہ انہیں یا ان کی قبروں کو سجدہ وطواف اور نذر وقربانی کا محل بنالیا جائے۔

وہ اہل قبور سے فیض کے قائل ہیں استمداد کے نہیں۔ حاضری قبور کے قائل ہیں مگر انہیں عیدگاہ بنانے کو روا نہیں سمجھتے وہ ایصال ثواب کو مستحسن اور اموات کا حق سمجھتے ہیں مگر اس کی نمائشی صورتیں بنانے کے قائل نہیں۔

وہ تہذیب اخلاق، تزکیہ نفس اور عبادت میں قوت احسان پیدا کرنے کے لئے اہل اللہ کی بیعت و صحبت کو حق اور طریق احسانی کے اصول وہدایات کو تجربتاً مفید اور عوام کے حق میں ایک حد تک ضروری سمجھتے ہیں اور اسے شریعت سے الگ کوئی مستقل راہ نہیں سمجھتے بلکہ شریعت ہی کا باطنی واخلاقی حصہ مانتے ہیں۔

فقہ اور فقہاء:

جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ علمائے دیوبند احکام شرعیہ فروعیہ اجتہادیہ میں فقہ حنفی کے مطابق عمل کرتے ہیں بلکہ برصغیر میں آباد کم وبیش پچاس کروڑ مسلمانوں میں نوے فیصد سے زائد اہل سنت والجماعت کا یہی مسلک ہے، لیکن اپنے اس مذہب و مسلک کو آڑ بناکر دوسرے فقہی مذاہب کو باطل ٹھہرانے یا ائمہ مذاہب پر زبان طعن دراز کرنے کو جائز نہیں سمجھتے کیونکہ یہ حق و باطل کا مقابلہ نہیں ہے بلکہ صواب وخطا کا تقابل ہے۔ مسائل فروعیہ اجتہادیہ میں ائمہ اجتہاد کی تحقیقات میں اختلاف کا ہوجانا ایک ناگزیر حقیقت ہے اور شریعت کی نظر میں یہ اختلاف صحیح معنوں میں اختلاف ہے ہی نہیں۔

ظاہر ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور تک شریعتوں اور منہاج کا کھلا ہوا اختلاف رہا پھر بھی قرآن حکیم اس کو ایک ہی دین قرار دے رہا ہے اور شریعتوں کے باہمی فروعی اختلاف کو وحدت دین کے معارض نہیں سمجھتا۔ اگر یہ فروعی تنوع بھی افتراق و اختلاف کی حد میں آسکتے تو پھر "ولا تتفرقوا فیہ" کا خطاب کیوں کر درست ہوتا۔

لہٰذا جس طرح شرائع سماویہ فروعی اختلاف کے باوجود ایک ہی دین کہلائیں اور ان کے ماننے والے سب ایک ہی رشتہ اتحاد و اخوت میں منسلک رہے۔ تحزیب و تعصب کی کوئی شان ان میں پیدا نہیں ہوئی، اسی لئے وہ ''وکانوا شیعا'' کی حد میں نہیں آئے۔ ٹھیک اسی طرح ایک دین حنیف کے اندر فروعی اختلافات اس کی شان اجتماعیت و وحدت میں خلل انداز نہیں ہوسکتے۔

مواقع اجتہاد میں اہل اجتہاد کا اجتہاد بھی دین کا مقرر کردہ اصول ہے۔ اسے دین میں اختلاف کیسے کہا جاسکتا ہے؟ رہا جماعت مجتہدین میں سے کسی ایک کی پیروی وتقلید کو خاص کرلینا تو دین کے بارے میں آزادی نفس سے بچنے اور خودرائی سے دور رہنے کے لئے امت کے سواد اعظم کا طریق مختار یہی ہے جس کی افادیت وضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ باب تقلید میں علمائے دیوبند کا یہی طرز عمل ہے، وہ کسی بھی امام، مجتہد یا اس کی فقہ کی کسی جزئی کے بارے میں تمسخر، سوئے ادب یا رنگ ابطال وتردید سے پیش آنے کو خسران دنیا و آخرت سمجھتے ہیں، ان کے نزدیک یہ اجتہاد شرائع فرعیہ ہیں اصلیہ نہیں کہ اپنے فقہ کو موضوع بناکر دوسروں کی تردید یا تفسیق وتضلیل کریں، البتہ اپنے اختیار کردہ فقہ پر ترجیح کی حد تک مطمئن ہیں۔

مذکورہ بالا امور میں علمائے دیوبند کا یہ طرز عمل اور مسلک ان کی مؤلفات (شروح حدیث، تفسیر، فقہ و کلام وغیرہ) میں پوری تفصیل کے ساتھ مندرج ہیں، جنہیں دیکھ کر خود فیصلہ کیا جاسکتا ہے اس مختصر تحریر میں ان ساری تفصیلات کے اعادہ کی گنجائش نہیں۔

علمائے دارالعلوم کا فکری اعتدال:

علمائے دیوبند دین کے سمجھنے سمجھانے میں نہ تو اس طریق کے قائل ہیں جو ماضی سے یکسر کٹا ہو کیونکہ وہ مسلسل رشتہ نہیں ایک نئی راہ ہے۔ اور نہ وہ اس افراط کے قائل ہیں کہ رسم ورواج اور تقلید آباء کے تحت ہر بدعت اسلام میں داخل کردی جائے۔ جن اعمال میں تسلسل نہ ہو اور وہ تسلسل خیر القرون سے مسلسل نہ ہو وہ اعمال اسلام نہیں ہوسکتے۔ یہ حضرات اس تقلید کے پوری طرح قائل ہیں جو قرآن وحدیث کے سرچشمہ سے فقہ اسلام کے نام سے چلتی آئی ہے۔ قرآن کریم تقلید آباء کی صرف اس وجہ سے مذمت کرتا ہے کہ وہ آباء عقل واجتہاد کے نور سے عاری تھے۔ "اولو کان اباءھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون"

ائمہ سلف اور فقہائے اسلام جو علم و ہدایت کے نور سے منور تھے ان کی پیروی نہ صرف یہ کہ مذموم نہیں بلکہ مطلوب ہے ہمیں تعلیم دی گئی ہے کہ صرف حضرات انبیا کرام علیہم السلام ہی کی نہیں، صدیقین، شہداء اور صالحین کی راہ پر چلنے چلانے کی ہر نماز میں اللہ سے درخواست کریں کیونکہ یہی صراط مستقیم ہے: "اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم"

اس منہاج اعتدال کی بنا پر علمائے دیوبند مذہبی بے قیدی اور خودرائی سے محفوظ ہیں اور شرک و بدعت

کے اندھیرے انہیں اپنے جال میں نہ کھینچ سکے۔

فقہ میں سنت کی راہیں:

برصغیر میں کم وبیش نوے فیصد مسلمان فقہ حنفی پر عامل ہیں۔ فقہ حنفی امام ابوحنیفہؒ کے اجتہادات، ان کے تلامذہ کے استخراجات اور اصحاب ترجیح کے فیصلوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قدر بحث وتحقیق اور کانٹ چھانٹ کے بعد فقہ کا کوئی مسئلہ اصول شریعت کے خلاف باقی نہیں رہ سکتا۔ مگر اس طریق عمل میں ایک پہلو یہ بھی تھا کہ عمل کرنے والے کی نظر ائمہ و فقہاء کی تخریجات تک محدود رہتی، گو وہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہؓ کے طریق سے متجاوز نہ ہوگا، مگر عمل کرنے والے کا شعور اتباع سنت کی لذت پوری طرح محسوس نہیں کرسکتا تھا۔ دارالعلوم دیوبند کا یہ عظیم تاریخی کارنامہ ہے کہ اس نے اعمال وعبادات کو ان کے بنیادی مصادر کی طرف لوٹایا، احادیث کے دفاتر کھلے، رجال کی گہری نظر سے پڑتال ہوئی، معانی حدیث میں بحث کی گئی، گو ان حضرات کو اس علمی وتحقیقی کاوش سے فقہ کا کوئی مسئلہ بھی قول اصول شریعت سے معارض نہ ملا تاہم اس راہ تحقیق نے (جو ظاہریت کی تفریط اور اہل بدعت کی افراط سے پاک سلف صالحین کے مقرر کردہ منہاج پر مبنی ہے) ایسی فضا پیدا کردی کہ پہلے جن مسائل پر فقہ سمجھ کر عمل کیا جاتا تھا اب وہی مسائل سنت کی خنک روشنی دیکھے گئے اور ان اعمال میں اتباع حدیث کی وہ لذت محسوس ہونے لگی جو اس فکری تبدیلی کے بغیر ممکن نہیں تھی۔

علمائے دیوبند نے نہ صرف برصغیر کے مسلمانوں ہی کو سنت کا شعور بخشا بلکہ دیگر بلاد اسلامیہ مصر وشام وغیرہ بھی ان کے اس فکر سے متاثر ہوئے۔

دیوبندی مکتبہ فکر کا نصوص فہمی میں منہج ممتاز رہی ہے، جیسے ان کی تالیفات مثلاً فیض الباری شرح بخاری، لامع الدراری شرح بخاری، فتح الملہم شرح صحیح مسلم، الکوکب الدری شرح جامع ترمذی، معارف السنن شرح جامع ترمذی، بذل المجہود شرح سنن ابی داؤد، اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک، امانی الاحبار شرح معانی الآثار للطحاوی، اعلاء السنن، ترجمان السنہ، معارف الحدیث وغیرہ میں ان کے اس منہج ممتاز کو دیکھا جاسکتا ہے۔

فتنہ ارتداد اور تحفظ اسلام کے لئے فکر دارالعلوم دیوبند سے مربوط علمائے دیوبند کی سعی مشکور:

برصغیر میں ۱۸۵۷ء کے سیاسی انقلاب کے بعد محدثین دہلی کے پیروکار اکابر دیوبند نے اپنی علمی و دینی بصیرت سے اس حقیقت کا پورا ادراک کرلیا کہ سماجی و اقتصادی تبدیلیاں جب اقتدار کے زیر سایہ پروان چڑھتی ہیں تو دینی و روحانی قدروں کی زمین بھی ہل جاتی ہے۔ اس باب میں عثمانی ترکوں کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ ترک قوم مغربی تہذیب کے طوفان میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور مصطفیٰ کمال کی قیادت میں اپنے ماضی سے کٹ گئی، جس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ ترک اسلامی تہذیب، مغربیت میں فنا ہوگئی اور ایک عظیم اسلامی سلطنت کا صفحہ ہستی سے وجود ختم ہوگیا۔

الحاصل تہذیب اسلام کے لئے یہ نہایت نازک وقت تھا۔ تاریخ کے اس انتہائی خطرناک موڑ پر اکابر دیوبند کے سامنے وقت کی سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ اسلامی تہذیب کو مغربیت کے اس سیلاب سے محفوظ رکھا جائے۔ اور مسلمانوں کے دین و مذہب کا تحفظ کرکے انہیں ارتداد سے بچایا جائے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے پوری بیدار مغزی و ژرف نگاہی سے ہر اس محاذ کو متعین کیا جہاں سے مسلمانوں پر فکری و عملی یلغار ہوسکتی تھی اور پھر اپنی بساط کی حد تک حکمت و تدبر کے ساتھ ہر محاذ پر دفاعی خدمات انجام دیں۔

پہلا محاذ:

غیر منقسم ہندوستان کی غالب اکثریت ایسے مسلمانوں کی ہے جن کے آباء واجداد کسی زمانے میں ہندو تھے۔ انگریزوں نے سیاسی اقتدار پر تسلط جمالینے کے بعد یہاں کے ہندوؤں کو اکسایا کہ یہ مسلمان جو کسی زمانہ میں تمہاری ہی قوم کے ایک حصہ تھے اس لئے اپنی عددی قوت کو بڑھانے کے لئے انہیں دوبارہ ہندو بنانے کی کوشش کرو چنانچہ انگریزوں کی خفیہ سرپرستی میں آریہ سماج کے ذریعہ مسلمانوں کو مرتد کرنے کی تحریک پوری قوت سے شروع ہوگئی۔

اسلام کے خلاف اس فکری محاذ پر حالات سے ادنیٰ مرعوبیت کے بغیر اکابر دارالعلوم دیوبند نے اسلام کا کامیاب دفاع کیا۔ تقریر وتحریر، بحث ومناظرہ اور علمی ودینی اثر ونفوذ سے اس ارتدادی تحریک کو آگے بڑھنے سے روک دیا بالخصوص علمائے دیوبند کے سرخیل اور قائد وامام حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اس سلسلے میں نہایت اہم ومؤثر خدمات انجام دیں برصغیر کی مذہبی وسماجی تاریخ کا ایک معمولی طالب علم بھی حضرت موصوف کی ان خدمات جلیلہ سے پوری طرح واقف ہے۔

تقسیم ہند کے قیامت خیز حالات میں جب کہ برصغیر کا اکثر حصہ خون کے دریا میں ڈوب گیا تھا، اس ہولناک دور میں بھی شدھی وسنگٹھن کے نام سے مسلمانوں کو مرتد کرنے کی ایمان سوز تحریک برپا کی گئی۔ اس موقع پر بھی علمائے دیوبند وقت کے خونی منظر سے بے پروا ہوکر میدان میں کود پڑے اور خدائے رب العزت کی مدد ونصرت سے ارتداد کے اس سیلاب سے مسلمانوں کو بحفاظت نکال لے گئے۔

دوسرا محاذ:

ہندوستان پر انگریزی تسلط کے بعد عیسائی مشنری برصغیر میں اس زعم سے داخل ہوئی کہ وہ ایک

قائم قوم ہیں، مفتوح قومیں، فاتح قوم کی تہذیب کو آسانی سے قبول کر لیتی ہیں۔ انہوں نے پوری کوشش کی کہ مسلمانوں کے دل و دماغ سے اسلام کے تہذیبی نقوش مٹادیں یا کم از کم انہیں ہلکا کر دیں تاکہ بعد میں انہیں اپنے اندر ضم کیا جاسکے اور اگر وہ عیسائی نہ بن سکیں تو اتنا تو ہو کہ وہ مسلمان بھی نہ رہ جائیں۔

اس محاذ پر دارالعلوم اور اکابر دیوبند نے عیسائی مشنری اور مسیحی مبلغین سے پوری علمی قوت سے ٹکر لی اور نہ صرف علم و استدلال سے ان کے چھکے چھڑا دیئے بلکہ عیسائی تہذیب اور ان کے مذہبی ماخذ پر کھلی تنقید کی، اس سلسلے میں حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کی خدمات سے علمی دنیا اچھی طرح واقف ہے۔

تیسرا محاذ:

ایک مرتب اسکیم کے تحت پورے ملک میں انگریزی اسکولوں کا جال بچھا دیا گیا اور اسلامی مدارس کو کمزور کرنے کی غرض سے ان کے لئے دنیوی ترقی کی تمام راہیں مسدود کر دی گئیں۔ اس محاذ پر ضروری تھا کہ قرآن و حدیث کی صحیح تعلیم اور اسلام کے آبرو مندانہ ماحول کے لئے عربی مدارس کو ہر طرح کی قربانی دے کر پوری قوت سے باقی رکھا جائے۔ نیز جدید عربی مدارس قائم کیے جائیں اور اس کا امکانی سعی کی جائے کہ کوئی اجنبی بات اسلام کے نام پر اسلام میں گھسنے نہ دی جائے۔ جدید عصری نظریات سلف صالحین سے متوارث فکر و عمل کو کمزور نہ کر سکیں۔

اس محاذ پر بھی دارالعلوم اور اس کے اکابر نے پوری ذمہ داری کا ثبوت دیا اور ہندوستان کے چپے چپے پر عربی درسگاہوں کے ذریعہ علم و دین کے چراغ روشن کر دیئے اور اس بات کا بھرپور اہتمام کیا کہ برصغیر میں اسلام اپنی اصل شکل و صورت کے ساتھ نمایاں رہے، اس محاذ پر حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، ان کے رفیق خاص محدث کبیر مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ صاحب بذل المجہود [illegible] حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ اور آزادی کے بعد حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ وغیرہم اکابر دیوبند نے کامیاب جدوجہد کی۔

دارالعلوم نے ملت کو کیا دیا؟:

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بظاہر ناکام ہونے والے شکستہ دل مسلمانوں کی دینی و قومی روایات کا تحفظ کیا، ولی اللّٰہی منہاج پر تعلیمات کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی، اسلام مخالف تحریکات کی سرکوبی کی، برصغیر اور دیگر براعظموں میں مساجد و مدارس کے ذریعہ قال اللہ تعالیٰ و قال الرسول کی صداؤں کو عام کیا، فرنگی سامراج کے ظالمانہ اقتدار کی جڑیں اکھاڑ کر ہندوستان کو آزاد کرایا، اسلام اور پیغمبر اسلام پر کئے گئے ناروا حملوں کا جواب دیا، تفسیر حدیث فقہ کلام اور جملہ علوم و فنون کا عظیم الشان ذخیرہ فراہم کیا، عظمت صحابہؓ اور عزت اسلاف کا تحفظ کیا، منکرین ختم نبوت کا کامیاب تعاقب کیا، بدعات کی تاریکیوں میں سنت کی مشعلیں روشن کیں اور آئندہ کے لیے سینکڑوں مجاہد، عالم، مفسر، محدث، متکلم، فقیہ، مرشد، مؤرخ، مقرر، خطیب، طبیب، مناظر، صحافی، صوفیا، قراء، حفاظ اور سیاستدان پیدا کیے۔

☆☆..............☆☆

شاد باد و شاد زی اے سرزمین دیوبند
ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند

بقیہ: عظیم احسان خداوندی

یک زبان ہو کر انہوں نے شہادت دی کہ آپ کو ہمیشہ سچا اور امانت دار پایا، کیونکہ سچ کے سوا آپؐ سے آج تک ہم نے کچھ سنا ہی نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں وہ عظیم اسلامی انقلاب برپا ہوا، جس نے انسانی اکرام اور احترام عطا فرمایا۔ صہیب رومیؓ، بلال حبشیؓ، سلمان فارسیؓ اور زید بن حارثہؓ کو جو دنیا کی نظروں میں معمول غلام تھے اور مظلومی اور مقہوری کی ایک معمولی تصویر سمجھے جاتے تھے۔ حضور اکرمؐ نے انہیں گلے لگا کر انہیں ہمارے بھائی کے القاب سے سرفراز فرمایا۔ آپؐ نے رنگ و نسل علاقہ، حیثیت اور مرتبہ کے تمام امتیازات کی نفی فرما کر اپنی تعلیم اور خلق عظیم سے انسانوں کی قلبی تطہیر اور اسلامی انقلاب کی تکمیل فرمادی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق، اعمال، اور سیرت و کردار کا جو نمونہ بحیثیت مجموعی نمایاں طور پر ابھر کر سامنے آتا ہے، اسے تمام انسانیت کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دے کر پوری انسانیت کو اسے اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ آج کی صورت حال ہمیں یہ پیغام دیتی ہے کہ ہم خود کو تباہی کے راستے سے صرف اس وقت بچا سکتے ہیں جب سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو اپنائیں، آپؐ کی تعلیمات، ہدایات اور سنت کو اپنے لئے نشان راہ بنائیں، قرآن پاک سے حکمت و دانش کا سبق لیں اور تزکیہ نفوس کا سامان کریں اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکر ادا کرنے والے بن جائیں، جو بلاشبہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی صورت میں ہم مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے، اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔ (آمین) ☆☆..............☆☆

حمد باری تعالیٰ

حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب غوری مجذوبؒ

ظاہر مطیع و باطن ذاکر مدام تیرا — زندہ رہوں الٰہی ہوکر تمام تیرا
بگڑے نظام دیں کو میرے بھی ٹھیک کردے — ہر دو سرا میں کیا کیا ہے انتظام تیرا
زنہار ہو نہ شیطان عاجز پہ تیرے غالب — بندہ نہ نفس کا ہو ہرگز غلام تیرا
یہ بد لگام و بدرگ نفس شریر و سرکش — اے شہسوار خوباں ہوجائے رام تیرا
چھوڑوں نہ زندگی بھر پابندی شریعت — ہو مثل زلف دلبر مرغوب دام تیرا
دوری میں شاہ خوباں ابتر ہے حال بے حد — ہوجائے منکشف ہاں اب قرب تام تیرا
زور کشش سے تیرے کر جائے قطع دم میں — راہ دراز تیری یہ ست گام تیرا
پردہ خودی کا اٹھ کر کھل جائے راز وحدت — ہومست جام الفت یہ تشنہ کام تیرا
باطن میں میرے یارب بس جائے یاد تیری — ہر دم رہے حضوری دل ہو مقام تیرا
مونس ہو، میری جاں کی فکر مدام تیری — ہمدم ہو میرے دل کا فکر دوام تیرا
دل کو لگی رہے دھن، لیل و نہار تیری — مذکور ہو زباں پر ہر صبح و شام تیرا
مورد رہے یہ ہر دم تیری تجلیوں کا — ہوجائے قلب میرا بیت الحرام تیرا
سینہ میں ہو منقش یا رب کتاب تیری — جاری رہے زباں پر ہر دم کلام تیرا
ہے اب تو یہ تمنا اس طرح عمر گزرے — ہر وقت تیرا دھندا ہر وقت کام تیرا

دونوں جہاں میں مجھ کو مطلوب تو ہی تو ہو
ہو پختہ کار وحدت مجذوب خام تیرا

اخبارِ ختمِ نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کی تبلیغی واصلاحی سرگرمیاں

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ ڈویژن کے مبلغ حضرت مولانا فقیر اللہ اختر اور مولانا غلام مصطفیٰ گزشتہ دنوں ضلع سیالکوٹ اور ضلع نارووال کا تبلیغی دورہ کرتے ہوئے چونڈہ مرکزی جامع مسجد شاہ فیصل تشریف لائے، اور جامع مسجد کے خطیب قاری محمد انور القمر سے ۲۵/۲۶ جون کو چونڈہ میں رد قادیانیت پر ہونے والے دوروزہ تربیتی کورس کے انتظامات پر تبادلہ خیال کیا اور کہا کہ چونڈہ اور گردونواح میں قادیانی چونکہ کثرت سے آباد ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو خصوصاً نوجوان نئی نسل کو قادیانیوں کے ناپاک عقائد وعزائم سے روشناس کرانے کے لئے ایسے کورسز کا اہتمام وقت کا تقاضا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین نے پنڈی بھاگو، رائے پور، معراج کے، وحلم کاہلوں، ظفروال، نارووال، شکر گڑھ میں متعدد دینی اجتماعات سے خطاب کیا اور دروس قرآن مجید دیئے۔

نامور وکیل رانا محمد صغیر خان ایڈووکیٹ کی مرزائیت سے ہر طرح وابستگی کی تردید

پنڈی بھاگو (نمائندہ خصوصی) پنڈی بھاگو تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کا ایک معروف قصبہ ہے، یہاں پر مرزائی کافی طاقتور ہیں، مسلمانوں کے لئے یہاں کام کرنا بہت دشوار کٹھن ہے۔ گزشتہ سال مرزائی ہونے والے ایک مسلم گھرانے کو مولانا فقیر اللہ اختر مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دیگر علماً وکارکنوں کی محنت سے قبولیت اسلام کا شرف حاصل ہوا۔ اب نامور وکیل رانا محمد صغیر خان ایڈووکیٹ نے بھی مرزائیت سے ہر طرح کی وابستگی کی تردید کی ہے۔ انہوں نے یہ تردید عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع سیالکوٹ کے اجلاس میں کی، جس کی صدارت صدر مجلس پیر سید شبیر احمد گیلانی نے کی۔ اجلاس سے حضرت مولانا قاری محمد اسحاق، مولانا محمد صدیق قاسمی، مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا حافظ محمد ثاقب، مولانا اللہ دتہ، ماسٹر محمد اصغر، غضنفر فوجی اور رانا محمد صغیر خان ایڈووکیٹ نے خطاب کیا۔ رانا محمد صغیر خان نے کہا کہ میں اور میرے بیوی، بچے برس ہا برس سے مسلمان ہیں، میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اللہ تعالیٰ کا آخری نبی مانتا ہوں اور آپ کی نبوت کو قیامت تک کے لئے آخری اور حتمی سمجھتا ہوں اور آپ کے بعد ہر مدعی نبوت بطور خاص مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر، لعنتی، کذاب اور دنیا کا سب سے بڑا جھوٹا سمجھتا ہوں۔

☆☆..........☆☆

عقیدۂ ختم نبوت ایمان کی بنیادی شرط ہے، مجلس ختم نبوت

امت مسلمہ کو قیامت تک دین اسلام کے غلبے کی نوید اسی عقیدے کی بنیاد پر سنائی گئی

کراؤلے (نمائندہ خصوصی) عقیدۂ ختم نبوت ایمان کی بنیادی شرط ہے اور اس عقیدے کی بنا پر ہی مسلمانوں کو قیامت تک اسلام کے غلبے کی نوید سنائی گئی۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا ابراہیم آدم، مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا اکرم الحق ربانی، مفتی محمد جمیل خان، مولانا ہارون گجراتی، طٰہٰ قریشی، حافظ احمد عثمان ایڈووکیٹ، مفتی محمد اسلم، مولانا عبدالرشید ربانی، مولانا طلحہ رحمانی، سید عمران ذکی، مولانا عبدالرشید رحمانی، حافظ اکرم، محمد فیصل، مولانا اسماعیل رشیدی، مولانا عبدالرحمن، محمد فیروز، مولانا عبدالقادر، حافظ محمد زاہد، مولانا شمس الحق مشتاق، مولانا عبدالباری، حافظ محمد اسامہ، حافظ سفیان، پیر محمد انور نے مختلف شہروں میں منعقدہ ختم نبوت اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج بھی دنیا بھر کے ایک ارب بیس کروڑ مسلمان جھوٹے مدعیان نبوت کے غلط اور مفروضہ عقائد کو مسترد کرتے ہیں۔

منڈی بہاؤلدین میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

منڈی بہاؤالدین (رپورٹ: ابو معاویہ فاروقی) شاہین ختم نبوت اور مناظر ختم نبوت کی گجرات، منڈی بہاؤالدین، جہلم تشریف آوری مورخہ ۵، ۶ جون ۲۰۰۱ء کو شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ اور مناظر ختم نبوت حضرت مولانا خدا بخش صاحب مدظلہ منڈی بہاؤالدین مدرسہ نورالہدیٰ میں دو روزہ رد قادیانیت کورس کے شرکاء کو لیکچر دیا۔ ۷ جون کو مرکزی جامع مسجد منڈی بہاؤالدین کے خطیب مولانا عبدالماجد صاحب اور مولانا اظہر ندیم صاحب کی دعوت پر بیان کیا اور بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد مدرسہ تجوید القرآن جھن کسانہ محترم قاری محمد اختر صاحب کے ہاں دونوں حضرات مدظلہم نے عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے خطاب فرمایا جبکہ ۸ جون حضرت مولانا خدا بخش صاحب نے محترم قاری عطاء اللہ بھدر کی درخواست پر ان کے ہاں مدرسہ تعلیم الاسلام کی جامع مسجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کیا اور حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ نے مرکزی جامع مسجد مدنی مین بازار دینہ میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب فرمایا جبکہ مولانا بخت شیر انور صاحب، حافظ محمد رفیق صاحب جمیع احباب کی محنت سے پروگرام بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

ختم نبوت کا مفہوم

مراسلہ: محمد عمران علی

پیارے بچو!

اللہ رب العزت نے نبوت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائی اور اس کی انتہا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ختم ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی و رسول نہ بنایا جائے گا۔

اس عقیدہ کو شریعت کی اصطلاح میں عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔

مساجد کے لئے خاص رعایت

پتہ: این آر ایونیو
نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری، ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

ڈیلرز:
- زینت کارپٹ
- مون لائٹ کارپٹ
- نیر کارپٹ
- ثمر کارپٹ
- وینس کارپٹ
- اولمپیا کارپٹ

قادیانیت سے توبہ اور قبول اسلام

کوٹ ہیبت کے رحیم بخش اور سکھر کے سعید احمد نے قادیانیت سے برأت کے بعد اسلام قبول کرلیا ہے

میں مسمی: رحیم بخش

ولدیت: شادی خان نکولہ کھلول

ساکن: موضع چوریہ کوٹ ہیبت

میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے مندرجہ ذیل گواہاں کے روبرو بقائمی ہوش وحواس، بغیر کسی دباؤ و لالچ، جبر واکراہ کے اپنی رضا ورغبت اور پوری آزادی کے ساتھ حلفیہ بیان دیتے ہوئے کھلا اعلان کرتا ہوں کہ میں اپنے سابقہ مذہب قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کرتا ہوں اور میں قبول اسلام کے ساتھ اس بات کی حلفیہ شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے وہ اپنی ذات اور صفات میں وحدہ لاشریک ہے اور وہی معبود برحق ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ورسول ہیں اور ان کے بعد تا قیامت کسی کو تشریعی، غیر تشریعی اور ظلی، بروزی کسی قسم کی نبوت نہیں ملے گی۔ میں عقیدۂ ختم نبوت پر مکمل ایمان اور یقین صادق کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص عقیدۂ ختم نبوت کا انکار یا دعوائے نبوت کرے خواہ بلاواسطہ یا بالواسطہ تاویل کے ساتھ ایسا شخص، زندیق، کافر مرتد خارج از اسلام ہے۔

میں قادیانیت سے برأت کے بعد اس عقیدے کا اظہار کرنا ضروری اور اپنے ایمان کا اہم جزو سمجھتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی، ملعون، کذاب، دجال، کافر، مرتد اور زندیق تھا اور وہ اپنے دعوائے مجددیت، مہدویت، مسیحیت، نبوت و رسالت میں سراسر جھوٹا تھا اور اس کو ماننے والے خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی، جو خود کو (احمدی کہتے ہیں) کافر، زندیق، مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔ آج کے بعد میرا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ رہے گا اور یہ بات بھی میرے ایمان کا حصہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق امت محمدیہ کی رہنمائی فرمائیں گے۔ لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوائے مسیحیت میں بالکل جھوٹا تھا۔ آخر میں پھر اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنی مرضی اور رغبت اور مکمل ہوشمندی کے ساتھ بغیر کسی جبر و اکراہ لالچ اور دباؤ کے آج اس حلفیہ اقرار نامہ پر دستخط کر کے قادیانیت سے مکمل برأت کا اعلان کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ مجھے دین اسلام پر استقامت نصیب فرمائے۔ (آمین)

میں مسمی: سعید احمد

ولدیت: عبدالوہاب قریشی

ساکن: عزیز آباد، سکھر

بدست: مولانا محمد حسین ناصر

(مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر)

میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے مندرجہ ذیل گواہاں کے روبرو بقائمی ہوش وحواس، بغیر کسی دباؤ و لالچ، جبر واکراہ کے اپنی رضا ورغبت اور پوری آزادی کے ساتھ حلفیہ بیان دیتے ہوئے کھلا اعلان کرتا ہوں کہ میں اپنے سابقہ مذہب قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کرتا ہوں اور میں قبول اسلام کے ساتھ اس بات کی حلفیہ شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے وہ اپنی ذات اور صفات میں وحدہ لاشریک ہے اور وہی معبود برحق ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ورسول ہیں اور ان کے بعد تا قیامت کسی کو تشریعی، غیر تشریعی اور ظلی، بروزی کسی قسم کی نبوت نہیں ملے گی۔ میں عقیدۂ ختم نبوت پر مکمل ایمان اور یقین صادق کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص عقیدۂ ختم نبوت کا انکار یا دعوائے نبوت کرے خواہ بلاواسطہ یا بالواسطہ تاویل کے ساتھ ایسا شخص، زندیق، کافر مرتد خارج از اسلام ہے۔

میں قادیانیت سے برأت کے بعد اس عقیدے کا اظہار کرنا ضروری اور اپنے ایمان کا اہم جزو سمجھتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی، ملعون، کذاب، دجال، کافر، مرتد اور زندیق تھا اور وہ اپنے دعوائے مجددیت، مہدویت، مسیحیت، نبوت و رسالت میں سراسر جھوٹا تھا اور اس کو ماننے والے خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی، جو خود کو (احمدی کہتے ہیں) کافر، زندیق، مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔ آج کے بعد میرا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ رہے گا اور یہ بات بھی میرے ایمان کا حصہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق امت محمدیہ کی رہنمائی فرمائیں گے۔ لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوائے مسیحیت میں بالکل جھوٹا تھا۔ آخر میں پھر اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنی مرضی اور رغب اور مکمل ہوشمندی کے ساتھ بغیر کسی جبر و اکراہ لالچ اور دباؤ کے آج اس حلفیہ اقرار نامہ پر دستخط کر کے قادیانیت سے مکمل برأت کا اعلان کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ مجھے دین اسلام پر استقامت نصیب فرمائے۔ (آمین)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے زیرِ اہتمام

سولھویں سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوّت کانفرنس برمنگھم

۵ اگست ۲۰۰۱ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ ابیلگریو روڈ برمنگھم صبح ۹ تا شام ۷ بجے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا **خواجہ خان محمّد** صاحب مدظلہ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

• مسئلہ ختم نبوّت • حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام • مسئلہ جہاد • قادیانیت کے عقائد و عزائم • مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق درجوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت
35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9
9 ایچ زیڈ یو کے فون: 0207-737-8199